

تیسری آنکھ

مرچو

اے مالکِ کُل میرے والدین پر رحم فرما..... آمین

اے. ایس. صدیقی



تیسری آنکھ



یہ کتاب بیزالہ شریفین کی ایک مشہور کتاب سے ماخوذ ہے۔ میرا اللہ شریفین امریکہ کی ایک بہت مشہور شخصیت ہیں جو روحانی تحقیق کے میدان میں نہایت اہم حیثیت رکھتے ہیں۔ خصوصاً "چھٹی حس" کے موضوع پر انہوں نے بہت کچھ لکھا ہے۔ وہ ایک ایسے تحقیقی ادارے کے

رے مالکوں کا بھی ہیں جو "الہامی" پر سرِ علم تھے۔ آمین



یہ کتاب ہماری پچھلی کتاب "چھٹی حس" کا دوسرا حصہ کہی جا سکتی ہے۔ "چھٹی حس" اردو زبان میں اپنے موضوع کے اعتبار سے پہلی کتاب تھی۔ جنہوں نے اسے نہیں پڑھا ہے، بہتر ہے وہ اسی ادارے سے جہاں سے یہ موجودہ کتاب چھپی ہے اسے حاصل

علم حق تعالیٰ محفوظ رہے

مرچو

یہ کتاب دراصل اس بارے میں ہے کہ آدمی اپنی ادراک اور اس کے
حواس سے کیا کیا کام لے سکتا ہے۔

یہ کتاب وہ ٹیکنیک بھی بتاتی ہے جس پر عمل کر کے آپ :-
(۱) اپنے مستقبل میں بھانگ سکتے ہیں۔

(۲) دوسروں کے ساتھ پیش آنے والے واقعات معلوم کر
سکتے ہیں۔

۱۹۹۶ء میں مسلمان جسے عدلی کے ساتھ علیحدہ کر سکتے ہیں۔

(۳) عالمی واقعات کی پیش گوئی کر سکتے ہیں۔

(۴) ایک متوازن اور کامیاب زندگی سے بہکا رہ سکتے ہیں۔

اے مالکِ کل میرے والدین پر رحم فرما

فہرست

- کتاب کا تعارف
- پڑھنے والوں کے لیے
- ذہن کی حیرت انگیز قوتیں
- سوچ — کس طرح مستقبل کی تعمیر کر سکتی ہے؟
- آنے والے لمحات کی چاب

اے مالک کل میرے والدین پر رحم فرما..... آمین

○ سائنسی کہانیوں میں ذہن انسانی کی کار فرمائی۔

○ عالمی واقعات کی پیش گوئیاں

○ پیش گوئی و کام

○ باطنی راہنمائی

○ خرافات کی تلاش میں بھی حس کا حصہ

○ نئی اور پرانی پیش گوئیاں

○ زندگی میں ذہن انسانی کے کوششے

○ زندگی گزرنے کا فلسفہ

دیباچہ

جس طرح کتابیں لکھنا ایک کام ہے۔ اسی طرح کتابیں پڑھنا بھی ایک کام ہے۔ ہر آدمی کتابیں نہیں لکھ سکتا۔ اسی طرح ہر آدمی پڑھنے کا ہنر بھی نہیں جانتا۔ جس طرح ہر کتاب اچھی نہیں ہوتی۔ اسی طرح ہر آدمی یہ نہیں جانتا کہ کیا پڑھنا بہتر ہے؟

مرچو

مطالعہ ایک فن ہے اور اچھی کتابیں نعمت ہیں۔ جو پڑھتے ہیں ان کے ذہن بہت بڑھ جاتے ہیں اور وہ جو جانتے ہیں ان کی کتابیں ان کے ذہن میں دستوں کے وہ کھوٹتی ہیں۔ اپنی شخصیت کو بنانے اور نوانے کا عمل ایک عبادت ہے۔ ایسی عبادت جسے آپ نہ کریں۔ تو اسے آپ کے عمل سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ لیکن جسے کرنے سے آپ کو فائدہ پہنچتا ہے۔

آپ کا کیا خیال ہے؟

اے مالکِ کُل میرے والدین پر رحم فرما

بیڑھنے والوں کے لیے

دورا اپنے بارے میں اس طرح سوچیں کہ آپ ایک ایسے بڑے سے جہاز میں سو ہزاروں مسافروں میں سے ایک ہیں جو خلاؤں کے وسیع سمندروں میں کسی اگلائی منزل کی سمت رواں دواں ہے۔ اس تصور کی بھی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ آپ ہیں بھی ایک ایسے ہی مسافر۔ ایک انسان۔ ایک روح۔ ایک شخص جس کے پاس یہ ہیں ہوں "کی فہم موجود ہے اور جس کا اپنا ایک دن ہے۔ آپ اپنے دن باپ کے تخلیقی عمل کے باعث عالم وجود میں آئے تھے اور یہ آپ کا مقدر ہے کہ آپ اپنی زندگی کے تصور سے یا زیادہ دن، اس کہ ارض کی کھوجی گیند پر ابھی باری طرح گزاریں۔

خدا سے بے غفلت رہیں یہ بہت باتیں ہیں، اس دن جہاں اور سے دوبارہ فرمیں اور اس حقیقت کو ابھی طرح سمجھیں۔

آپ کو دوزخ میں یا نکل اسی طرح لایا گیا ہے جس طرح کسی راکٹ کو ہانڈ میں چھوٹا جاتا ہے۔ آپ کو سمتوں تعین کرنے والا آدھیا ہے۔ آپ کا دماغ آپ کے پاس دوسرے آلات بھی ہیں۔ آپ کا جسم اور دل کی مدد سے آپ اپنی زندگی کے راستوں کا چناؤ کر سکتے ہیں۔ حرف ضرورت اتنی رہتی ہے کہ آپ اپنے بارے میں، اپنے جیسے لوگوں کے ساتھ اپنے تعلقات کے بارے میں، اور اس کائنات کے بارے میں دن سب آگاہی حاصل کر لیں۔

میں خود ذہن کی حیرت انگیز قوتیں

کیسا آپ اپنے اندر یہ قوت ابھارنا پسند کریں گے کہ آپ جہاں سکین کہ مستقبل میں آپ کے ساتھ کیا ہونے والا ہے؟ یا ایسا تو نہیں کہ آپ ایسی کسی لیاقت سے خوفزدہ ہوں؟ آپ ان لوگوں میں سے تو نہیں جو مذہبی خیالات رکھتے ہیں اور جن کا عقیدہ ہے کہ مستقبل کے بارے میں کھوج کرنا آدمی کے لیے اچھا نہیں ہے؟ کیا آپ کے خیالات، کچھ اس قسم کے ہیں کہ مستقبل پر قابو پایا ہی نہیں جاسکتا اور آدمی محض بے بس ہے؟ کیا ایسے آپ کے ساتھ ایسا اتفاق ہوا ہے کہ مستقبل میں آنے والے کسی واقعے کو ذہن سے قبل از وقت سے بھانپ لیا ہو؟ پھر یہی بات ہوتی بھی ہو؟ اور

کہا آپ کو آپ کے اس ادراک نے بے چینی میں ڈال دیا تھا؟
اس بات سے قطع نظر کہ آپ کے خیالات کیا ہیں،
آپ کو یہ بات سنی ہی ہوگی کہ موجودہ تحقیق کے پیش نظر یہ بات
پایہ تصدیق کو پہنچ چکی ہے کہ بعض حالات میں، ہمارا ذہن قبل از وقت
ان قوتوں کو محسوس کر لیتا ہے جو آگے جا کر "آئندہ" میں ہماری قسم توں
کو بنائے یا بگاڑے گا کام انجام دینے والی ہوتی ہیں۔

اب آپ مائیں یا ذمہ میں مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ
آپ ایسی قوت رکھتے ہیں کہ آپ مستقبل کو دیکھ سکتے ہیں
اور اسے اپنی مرضی کی شکل بھی دے سکتے ہیں۔ کیونکہ آپ ایک
وقت دو دنیاؤں میں رہتے ہیں۔ بیرونی دنیا اور باطنی دنیا۔

اور یہ دونوں دنیاؤں ایک جیسی اہمیت رکھتی ہیں۔
در اصل آپ ایک زمانہ و مکان سے بے نیاز ماضی سے
اچھر کر ایک زمانہ و مکان سے بے نیاز آئندہ کی سمت چل
رہے ہیں۔ ماضی سے ملنے والی میراث آپ کو آپ کے ہر کھوں
کی سمت سے منتقل ہوئی ہے۔ پھر آپ جب پیچھے مٹیوں اور
پوستے پتھروں والے ہو جائیں گے تو یہ میراث آپ کے ذریعے
ان تک منتقل ہوگی۔ اس صورت میں آپ کے کردار اور سوجھ

کا کچھ حصہ بھی آپ کی اولاد کو منتقل ہو جاتا ہے۔ یعنی ان کی شخصیت
میں آپ کے کچھ اوصاف شامل ہو جاتے ہیں۔ اس طرح ان کی تشکیل
میں ماضی اور حال دونوں کے رنگ موجود ہوتے ہیں۔

آپ ایک انسان ہونے کے ناتے، بالکل دوسرے انسانوں
ہی کی طرح ہوتے ہیں۔ قوت، اوصاف اور احساسات کی بنیاد
پر بھی آپ دوسرے انسانوں سے بڑی حد تک، مماثل ہوتے ہیں۔
زندگی نے آپ کا رابطہ گزربے ہوئے افراد کے مقابلے میں نہ کرتا
ہوتا ہے نہ برتر۔

ہو سکتے ہیں کہ آپ پیدائشی طور پر کسی جسمانی یا ذہنی نقص
کے ساتھ عالم وجود میں آئے ہوں، کیونکہ اس کا تعلق حالات پر
ہے نہ خدا تعالیٰ احد و قہر عمل سے عبارت ہے اور دنیا کے تمام
انسانوں پر اس قانون کا اطلاق ہوتا ہے۔ اگر ضرورت حال کو
بہر حال برداشت کرنا ہوتا ہے خواہ آپ اسے پسند کریں یا نہ
کریں۔

دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیں کہ ہمیں انہی چیزوں سے
بازی کھیلنی ہوتی ہے جو ہمیں ملے ہوتے ہیں۔ انہیں ہمیں
اعتماد، ہوشیاری اور جرأت کے ساتھ کام میں لانا ہوتا ہے تاکہ

ہم زندگی کی بازی میں اپنے لیے سکون - آرام اور خوشیاں
جیت سکیں۔

بجڑی ہمیں بتاتے ہیں کہ ہم فلاں فلاں ستارے اور ستارے
کے تحت پیدا ہوئے ہیں اور ہیں ان کے اثرات کے تحت ہی زندہ
رہنا ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں وہ کہتے ہیں کہ ہماری زندگی
دراصل بیرونی قوتوں کی غماز ہے۔ یہ قوتیں ہیں جو ہمارے جسم پر
بمقام کسی پیادے جیسی ہے جس کی حرکات، سینے کا مچلنا ہاتھ
کی یا بند ہے۔

بجڑی لوگ، ہمیں بتاتے ہیں کہ ہمارے
بے کون سا دن یا کون سا ہفتہ اچھا یا بُرا ہے اور ہمیں کس دن بکھ
کرنا چاہیے اور کس دن کیا نہیں کرنا چاہیے۔

اُسے لوگ ابھی دیکھنے میں آتے ہیں جو بجڑیوں کی ہدایت پر ہاتھ
پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتے ہیں کہ جناب یہ ہفتہ تو ہمارے لیے کسی کام
کا نہیں۔

ان بکاؤیز کی روشنی میں کیے جانے والے اعمال کا اکثر نتیجہ
بھی ویسا ہی نکلتا ہے اور وقت مورا رائیگاں جاتا ہے۔ بعد میں یہ
حضرات فرما کہتے ہیں کہ دیکھا آپ۔ اُسے بجڑی کی پیش گوئی کتنی صحیح

تھی۔ پورا دن (یا ہفتہ) رائیگاں ہی گیا۔

حالانکہ حقیقتاً اس میں بجڑی کی پیش گوئی کو کوئی دخل نہ تھا۔
اس سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر آپ خود ہی دقت کو رائیگاں
جانے میں معاونت کریں تو وہ واقعی رائیگاں ہی ہو جاتا ہے۔
یہاں مشہور معنیف، میرالد شریں کے الفاظ بھی پڑھ لیں۔

میرالد شریں

مجھے نجوم اور آواگون کے نظریات ہمیشہ سے بڑے
دلچسپ لگتے تھے۔ پھر میں نے ان کی کھوج شروع

کی اور کافی لٹریچر پڑھا۔ میرالد شریں نے ان کے
ماہرین سے بھی باتیں کیں، اس تلاش و تجسس سے

مجھے معلوم ہوا کہ دونوں نظریات میں کوئی جہان نہیں
میں کسی طرح قائل نہ ہو سکا کہ ستاروں کے اثرات

یا انکے جنم کے احوال کا ہماری زندگی سے کوئی تعلق ہے۔
اس سے مجھے یہ فائدہ ہوا کہ میرا ذہن ان دونوں عقائد

کے غبار سے بالکل صاف ہو گیا۔ میں نے بُری آواز اُٹھا
عمسوس کی۔

اور یہ حقیقت بھی ہے کہ انسان کو بنانے والے منظم خدائے

آمین

اسے بڑا با اختیار بنایا ہے۔ اس پر ارضی عالم کے سارے راز منکشف ہو سکتے ہیں۔ پس عمل اور فکر کی احتیاج ہے مگر ہم صرف یہ سوچیں کہ ہم تنہا نہیں ہیں۔ ہمارے اندر وہ عظیم خدا بھی موجود ہے جو اس کا بننا کا بانی ہے۔ ہیں اس کی پناہ حاصل ہے اور ہمیں اس پر بھروسہ تو پھر یقین کریں کہ نامکن کو بھی آپ ممکن بنا سکتے ہیں۔

اگر آپ اس طرح سوچ سکتے ہیں تو پھر اسی لمحے سے کیوں ذہم مستقبل کی سمت خود کو رجوع کریں تاکہ باطن کے دروازے کھل سکیں جہاں سے آپ خود کو اچھی طرح باہری طرح دیکھ سکتے ہیں۔ اپنی اس ذات کو جو مکمل طور سے خالق کائنات کی ذات منسوب ہے چومنا اور متعلق ہے۔

یہاں میں نے خدا کا تذکرہ بلا ذکر نہیں کیا ہے۔ کیونکہ ہمارے اندر ایک ایسی قوت بھی پائی جاتی ہے جو ہمارے حواس غیبی سے ماورا ہے۔

یہاں کتاب چھپی جس کا ذکر کروں گا جو اسی ادارے کا مطبعہ ہے اس میں چھٹی ص کے بارے میں کافی تفصیل سے باتیں لکھی گئی ہیں۔ اگر آپ نے اسے نہیں پڑھا ہے تو مستحکم کر پڑھ لیں۔ تاکہ بنیادی حقائق کو سمجھنے میں مدد ملے۔

ماہی کے علماء اس بات سے آگاہ تھے کہ ہمارے اعتقاد ایک چھٹی جس موجود ہوتی ہے۔ جب سے آج تک مستقبل کو دیکھنے کے لیے ہزار ہا طریقے رائج کر رہے ہیں۔ نجوم، علم الاعداد، وحشت شناسی، عمل عامرات، رتاش کے پتے، ہجریہ، آدابوں وغیرہ سب کے سب آج بھی متعل ہیں۔

دراصل آدمی یقین کی تلاش میں رہنے کا عادی ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ وہ یقین کی فضا میں۔ حرکت کرے۔ ویسے یہی حقیقت ہے کہ بغیر اس کی تلاش کا حاصل عموماً وقت اور رقم کے ضیاع کی صورت ہی میں نکلتا ہے۔ ماسوا اس کے کہ ہمروز کا عروج ہو جا گیا ہے اور اسے کچھ نہیں چومنا۔

قدیم دور میں لوگ جادو گروں کی خدمات حاصل کیا کرتے تھے۔ کہ وہ درودوں کے سہارے ان کی قسموں کو محفوظ فرما لیں۔ آج بھی سب سے انفرادی عقائد کے بادلوں میں سردیے ملتے ہیں۔

دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ آدمی، آنے والے دنوں کی جھلکی قبل از وقت دیکھنے کی کوشش میں ہر قسم کے طریقے اختیار کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہتا ہے۔ قسمت شناس افراد کی بڑی قدر و قیمت ہوتی ہے۔ خواہ وہ غلطیاں ہی کرتے ہوں۔ بہر حال آدمی کو ان سے ایک نوع کی تسلی ضرور مل جاتی ہے اور عارضی طور پر وہ اپنے مسائل سے بیگانہ سے

ہو جاتے ہیں۔

مگر یہ حقیقت ہے کہ کل کیا ہوگا؟ یقین سے کسی کو بھی معلوم نہیں ہوتا۔ البتہ ایک بات ضرور کھل کر سامنے آتی ہے کہ ہم جس قدر زیادہ بیرونی قوتوں پر انحصار شروع کر دیتے ہیں۔ اسی قدر ہم ان کے حکوم ہوتے جاتے ہیں۔ اور اسی قدر زیادہ اپنے آپ پر ہمیں قابو بھی نہیں رہتا۔ ہم خود سے د کوئی عمل کر پاتے ہیں اور نہ ہم سے کوئی فیصلہ ہوتا ہے جو واقعی آزاد ہو۔

بہت سی باتوں کو تو مان لیا گیا ہے مگر ماننے والی بات کو ابھی بہت کم مانا گیا ہے۔ یعنی لوگ بہت کم سوچتے ہیں کہ خدائے ہمیشہ مانع کی ایسی صفات رکھوں گے جسے ہی نواز رکھا ہے جس کی مدد سے ہم ان واقعات کا احساس کر سکتے ہیں جو ہمیں آئندہ پیش آنے والے ہوتے ہیں۔ جو کہ خود ہمارے احوال اور اعمال کا ہی نتیجہ ہوتے ہیں۔

جو کہ ہم تصاویر میں سوچتے ہیں ان الفاظ میں نہیں اور جو تصویر ہمارے ذہن میں ابھرتی ہے وہی کسی دیکھی طرح ہمارے حال کی تشکیل کرتی ہے۔ جب تک ہم اپنے ذہن کی تصویروں کو نہیں بدلتے ہم کسی بہتر دنیا کی توقع بھی نہیں کر سکتے۔

بھلا آپ اپنے ہر دم سے کس طرح محبت کر سکتے ہیں۔ اگر

آپ اس سے نفرت کرتے ہوں۔ پھر اس زندگی کس طرح ہو سکتی ہے اگر ذہن میں ہر شے بیدار ہوں۔ ٹھیک ہے آپ دنیا کی سوچیں درست نہیں کر سکتے۔ مگر کم از کم آپ اپنی سوچ تو درست کر ہی سکتے ہیں۔ آپ سیکھ سکتے ہیں کہ کس طرح دنیا میں رہ کر بھی اس میں نہ رہا جائے۔ یہی بات پیڑیوں نے بھی کہی ہے کہ ہمسردونی دنیا میں امن اور خوشحالی کی کو باطنی دنیا کے امن اور تحفظ سے رفع کر دو۔

ایک بہتر دنیا کا وجود صرف مستقبل ہی میں ہو سکتا ہے۔ ہم اس کی تعمیر اپنی موجودہ دنیا حال کی سوچوں اور حرکات کے ذریعہ ہی کر سکتے ہیں۔

آپ اس وقت کیا ہیں؟

آپ اپنے ان تمام خیالات اور تجربات کا مکمل مجموعہ ہیں۔ جن سے آج تک آپ گزر چکے ہیں۔ ہونے والی باتوں پر آپ کا ذہنی، جسمانی، نفسیاتی، جذباتی رد کیا تھا؟

اپنی سے آپ کے کردار کی تشکیل ہوئی ہے۔ آپ کو بتا ہے کہ آپ کس چیز کا مقابلہ کر سکتے ہیں اور کس چیز کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ آپ کو اپنی صلاحیتوں، نفرتوں اور محنتوں سے مکمل آگاہی ہے۔ لوگوں کے ساتھ آپ کا رویہ کیسا ہے؟ کس طرح آپ نے خود کو

بنایا ہوا ہے۔

یہ وہ تمام باتیں ہیں جن سے آپ کی تشکیل ہوئی ہے اور یہ سارے عناصر مجھوں نے آپ کو بنایا ہوتا ہے آپ کے لاشعور میں کسی نہ کسی شکل میں پوشیدہ ہیں۔ رادان کے ساتھ آپ کا رول اور آپ کے محسوسات جو ماضی میں آپ سے مرزد ہوئے تھے وہ بھی موجود رہتے ہیں۔

مثالی سے بات کھولیں۔ اگر آپ نے عین میں چلتے توڑے کو ہاتھ لگا دیا ہو تو یہ تجربہ آپ کے ذہن میں ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ کرب اور خوف کے احساسات بھی آپ کو یاد رہتے ہیں۔ گویا یہ ایک ٹیپ ریکارڈ ہے۔ معاملہ ہوتا ہے اور یہ ٹیپ ہمیشہ چلتا رہتا ہے۔ آج آپ سو رہے ہوں یا جاگ رہے ہوں جو بات عزیزنا زمر سے وہ یہ ہے کہ آپ ایک زندہ دی جس شے ہیں۔ اور یہ کہ اگر آپ زندگی سے لطف اندوز ہونا چاہتے ہیں تو پھر اس کے لیے آپ کو کچھ نہ کچھ کرنا چاہیے پڑے گا۔

تمام افراد میں پیدا ہونے والی طبعی استعداد ہے کہ آپ کو اپنے لیے کچھ کرنا پڑے گا۔ لگن ہوتی ہے۔ ذاتی ارتقاء کی جستجو میں آپ بخوبیوں سے سنبھال رہے ہیں۔ تاکہ آپ صحیح سمت میں بڑھ سکیں یا اسی طرح کی رہنمائی۔

خال آپ کہیں نہ کہیں سے لیتے ضرور ہیں۔ دراصل آدمی کو یقین کی فضا درکار ہوتی ہے۔ سب سے بڑی بات سے سامنا کرنے کے لیے ہمارے مذہبی عقائد یا ان سے انکار بھی بڑا اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ زیادہ تر اپنی ذات سے باہر کی طاقتوں پر انحصار ہماری زندگی کا ایک حصہ بن جاتا ہے۔ گویا حقانی سے فرار ہو کر گہرائی میں حقانی کو دھونڈنے کی یہ کوشش بالآخر ہماری شخصیت کو صبح کو دیکھنے پر اور ہمارے اندر اعتماد و عقود ہو جاتا ہے۔

اب سوال یہ ابھرتا ہے کہ آخر یہ زندگی ہے کیا؟ آخر زندگی میں ہمارا مقصد کیا ہے؟ اور اس کے لیے ہم کو کیا کرنا چاہیے؟ اس کتاب کا ایک بڑا مقصد یہ ہے کہ آپ کے اندر وہ صلاحیت ابھاری جائے کہ آپ اپنے مستقبل کو دیکھ سکیں اور اسے اپنی مرضی کے مطابق کنٹرول بھی کر سکیں۔ ایک اچھے مستقبل کی تعمیر کے ضمن میں یہ ضروری ہے کہ آپ اس تخلیقی قوت کو ابھاریں جو آپ کے اندر موجود ہے۔ کیونکہ یہی آپ کی کامیابی کی کلید ہے۔

رب جملے پہلے یہ جان لیں کہ آپ ایک برقی مشین کی کائنات ہیں۔ وہ آپ کے لیے ایک وقت و مکان کا وسیلہ ہے۔ جہاں

دنیا اور روحانی دنیا۔ آپ کا ذہن آپ کا دماغ (دراصل روحانی دنیا کی سطح پر کام کرتا ہے جبکہ آپ کا بدن اس سطح پر ہے جسے جسمانی دنیا کہتے ہیں۔

اور۔ ذہن چونکہ غیر جسمانی چیز ہے لہذا یہ مادہ کا محتاج نہیں۔ مادہ کیسے؟ سادہ لفظوں میں کہہ سکتے ہیں یہ برقیاتی ذرات سے تشکیل شدہ مرکب ہے جسے ہم ایٹم بھی کہتے ہیں۔ یہ ایٹم نامیاتی بھی ہو سکتے ہیں۔ اور غیر نامیاتی بھی اس میں لاتعداد الیکٹرون ہوتے ہیں جو ایٹم سے بھی جھوٹے ہوتے ہیں۔ اور یہ کائنات دراصل جن اینٹوں سے بنی ہے انہیں ایٹم کہا جاتا ہے۔

ذرات۔ ہم اسے ایک ایٹم بھی کہتے ہیں۔ ایٹم کا مطلب ہے کہ اسے جسم میں تبدیل کر دیا ہے تاکہ اس کے ذریعے خود کو روشناس کرے۔ جس کو آپ رحم مادر میں تشکیل ہوئے تھے۔ اسی لمحے سے وہ ذہانت انٹوں کے گروپ کو جسے مائیکروس کہا جاتا ہے۔ ایک خیال یا حیم کی شکل دینی شروع کر دیتی ہے جو بعد میں آپ کا بدن اور کردار بن جاتا ہے۔ گویا آپ کا بدن ایک "خیال" بن گیا ہے۔ ہوتا ہے جسے خیال نے تشکیل دیا ہوتا ہے۔ اور دماغ یا ذہن جسے تخلیق کرتا ہے۔ ذہن ہی اسے برصا تا ہے اور چلا تا ہے۔ بدن کے پاس خود اپنی کوئی "مسمیٰ طاقت"

نہیں ہوتی جو اسے چلا سکے۔

آپ کے جسم کا ہر فیبر برق چارج رکھتا ہے۔ ایک چھوٹی سی بیٹری ہے یہ بدن۔ اور اسے ساری ہدایات ایک ایسی دنیا سے ملتی ہیں جو غیر جسمانی ہے۔ اسے ذہن کا حکم ماننا ہوتا ہے۔ ذہانت کے بغیر یہ حرکت ہی نہیں کر سکتا۔

آپ کی روح۔ آپ کا دماغ۔ غیر فانی ہے۔ یہ بدن کی جائیداد نہیں ہے۔ اس کا قلعہ مادہ سے رہتا ہے۔ مگر یہ خود "مادہ" نہیں ہے۔ آپ ایک ایسی دنیا میں ہیں جہاں کوئی چیز نہیں مرنی۔ صرف اپنی شکل بدلتی ہے۔

دراصل آپ کائنات کا ایک حصہ ہوتے ہیں جو روحانی کے ساتھ۔ انفرادی شکل میں۔ بدن دراصل ایک برقیاتی، ادویاتی آلہ ہے۔ بہت سے حصوں سے بنا ہوا مرکب۔ پیچیدہ ہے، جس کے سارے حصے باہم متحد ہو کر ہم آہنگی سے ایک نتیجہ "ذات" یا وجود کی ہدایات پر کام کرتے رہتے ہیں۔

یہ ذات یا وجود۔ آپ ہیں۔ اور اس ذات یا وجود کو انتخاب کا آزاد ارادہ حاصل ہوتا ہے۔ آپ اس بدن کو اپنی سوچ کے ذریعے قابو میں رکھ سکتے ہیں۔ اس پر آپ کا اسی قدر زور ہوتا ہے جس قدر آپ کی سوچیں طاقت ور ہوتی ہیں۔ سوچیں منفی نوعیت

انہوں کو بدن سے دُراتے ہوئے سنی اتر مرتب کر کے انہیں کمزور کر دی جاتی ہیں۔

کچھ تک رہ نہیں جاتے کہ میں کو بجلی واقعی ہے کیا۔
اسی طرح ہم بھی نہیں جانتے کہ خدا نے بزرگ و بزرگی کیا ہے؟
ہاں ہم یہ ضرور جان رہے ہیں کہ خدا نے ہمارے اندر کیا
کیا تخلیقی قوتیں دے رکھی ہیں۔ ان طاقتوں کے استعمال کے لیے
ہمیں غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے۔

مائنس نے دریافت کیا ہے کہ ذہن کسی دوسرے ذہن سے
بالطریقہ قائم کرنے کی بھی اہلیت رکھتا ہے۔ ذہن، ہر نوع کی ذہانت
سے رابطہ قائم کر سکتا ہے۔ مثلاً نفرت کی سوچیں دوسروں کے ذہن
میں نفرت ہی ابھارتی ہیں۔

ہم نے پہلے کہا ہے کہ آدمی تصویروں میں سوچتا ہے۔ جب
آپ اپنے ساتھ کچھ بوسے کی تصویروں کو ذہن میں ابھارتے ہیں۔
تو تصویر کی شدت یا عدم شدت کی بنیاد پر وہی واقعہ ہمارے
ساتھ کم یا واضح شکل میں پیش آ جاتا ہے۔ گویا سوچ کی بنیاد پر اچھائی
یا بے امانی کے دوچار ہوا جاسکتا ہے۔

یہاں ایک واقعہ سنئے۔ مشہور سائنسدان لارڈ کولون ایک
بڑے برقی پلانٹ کو ایک بار دیکھنے گئے۔ فوراً ان سے واقف
دستا۔ وہ بڑے اعتماد سے اسے تمام ٹیپا رینٹوں کے بارے میں
بتانے لگا۔ لارڈ کولون کے دوریت کو وحشت مہی ہوئی مگر لارڈ
نے اسے منع کر دیا کہ فوراً کوئی بوسے۔ آخر میں جب معاملہ مکمل
ہو گیا تو لارڈ نے فوراً اسے کہا۔ آپ نے تمام باتوں کی وضاحت
کی مگر ایک بات ہمیں برائی ہے۔

عقیدہ یا یقین۔ ایک جاتے ہوئے احساس کا نام ہے۔
خوابشات کے مطابق واقعات کے ہونے یا نہ ہونے کا انحصار
اسی پر ہوتا ہے۔

”وہ کیا جناب؟“
”یہی کہ یہ ایک سرسچی کیا ہے؟“
فوراً پریشان ہو گیا۔

خوف۔ یقین کی دیکھوں شکل ہے۔ فوراً کہ آپ کسی چیز کا مقابلہ
نہیں کر سکتے۔ خوف کا میابی کا دشمن ہوتا ہے۔
زندگی سے وہی کچھ آپ کو ملتا ہے جس کا آپ کو یقین ہوتا
ہے۔ ایک آزاد انتخاب کا حق رکھنے والی کی حیثیت سے ہر
کامیابی یا ناکامی کی ذمہ داری آپ ہی پر عائد ہوتی ہے۔ گویا

حقیقت یہ ہے کہ تمام بڑے مائنس دان کو کہ بجلی کی طاقتوں
کو ہزار ہا طرح استعمال کرنے کے دھنگ جانتے ہیں۔ تاہم وہ

ہمارے اندر کی تخلیقی قوت ہماری اچھائی اور برائی کی ذمہ دار
ہوتی ہے۔ آپ اسے کیسی دیکھنا چاہتے ہیں؟

”مجھ سے نہیں ہوگا۔“ یہ جملہ اتنا ہی طاقت ور ہے جتنا
کہ یہ جملہ کہ میں کر سکتا ہوں۔“

اور اس لمحے آپ کی تمام تردیپسی اس بات سے ہے کہ
آپ خود کو بہتر بنانے کے لیے کیا کر سکتے ہیں۔

خیال ایک ذہانت کا عمل ہوتا ہے یہ اپنی فطرت میں غیر
جسمانی ہے مگر یہ خود کو ہمیشہ شکل کے حوالے سے متعارف کرانا
ہے۔ خیال ایک تخلیقی عمل ہے۔

آپ کسی خیال کو روک بھی نہیں سکتے۔ اگر یہ خود کو بدن سے
باہر متعارف نہیں کر سکتا تو یہ بدن کے اندر خود کو متعارف کرانے
کا یہی قانون فطرت ہے۔

اے مالک گل میرے والدین پر رحم فرما..... آمین

اگر آپ کے ذہن میں منفی خیالات مجتمع ہیں۔ مثلاً نفرت
و غیرہ انہیں مثبت خیالات سے بدل دیں۔ نفرت کے
خیال کو محبت اور مہردی کے خیال سے بدلا جاسکتا ہے۔
منفی خیالات ہمیشہ ضرر رساں ہوتے ہیں۔ آپ کے لیے بھی۔
دوسروں کے لیے بھی۔

جب آپ کے اندر کسی بات پر یقین ہوتا ہے تو آپ کے
ندرا اعتماد اور جرات ابھرتی ہے۔ صحیح احساسات کامیابی
کے لیے ضروری ہیں۔ مثبت رویہ مثبت نتائج ظاہر کرتا ہے۔

دیکھیں گے تو آپ کے اندر یقین کی دولت ابھرے گی۔ خدا کی ولایت کردہ تخلیقی قوت خواب کو حقیقت سے ہم کنار کرنے میں کام کرتا دیکھ کر رہے گی۔ پھر اسی کے مطابق عمل کرنا شروع کر دیں۔ خدایا سے، اعتماد سے بلا خوف ہو کر غلط فہمی کو کھینچ کر لیں اور یاد رکھیں کہ خدا آپ کے ساتھ ہے۔

خواب کی طرح حقیقت کی تصویر کشی ہے

تصور کی طاقتوں کو اچھی طرح سمجھ لینے سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ آپ تصور کے سہارے کسی چیز کے حصول کے لیے اپنے اقدامات کا ایک خاکہ بنا لیتے ہیں۔ جب یہ خاکہ ذہن پر ثبت ہو جاتا ہے اور اسے زندہ رکھا جاتا ہے تو اکثر برسوں بعد بھی یہ خواب حقیقت کا روپ دھارتا دیکھا گیا ہے۔

پیر الٹو سن برطانیہ کے وزیر اعظم ویلبر فورس کے تھے۔ انہوں نے اپنے والدین سے کہا تھا کہ وزیر اعظم بننا چاہتے ہیں۔ انہوں نے اپنا ایک نوٹو بھی وزیر اعظم کی رہائش گاہ کے باہر کھنچوایا تھا۔ بیالیس سال بعد ان کا یہ خواب تعبیر سے ہم کنار ہو گیا۔

ایک سوال ہے کہ کیا ہمیں اپنی خواہش کی تصویر کشی میں اس وقت تک ابھارتے رہنا چاہیے جب کہ مطلوبہ نتائج ہونے چاہتے ہیں؟

جواب ہے۔ "ہاں یہ بے حد اہم بات ہے۔ ہم جو کچھ کرنا چاہتے ہیں یا ہمیں جس چیز کی طلب ہے اسے ہر جگہ دیکھنا چاہتے ہیں تو ہمیں چاہیے کہ اس کی ذہنی تصویر اپنے ذہن میں ضرور اچھائے رکھیں اور یوں سوچیں جیسے یہ سب کچھ ہو رہا ہو۔ قدم بہ قدم اس کے بارے میں سوچیں۔ اسی طرح جیسے لکیریں کھینچ کر ہم کسی تصویر کو مکمل کرتے ہیں۔ جب آپ اپنی خواہش کو حقیقت میں ڈھلتے

دیکھا گیا ہے کہ مایوس ہو کر، ناکام ہو کر بہت سے لوگ اپنے مقاصد کو فراموش کر دیتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ مقاصد بہت

ملند رہے ہوں۔ دوسرے سے باہر کے ہوں۔ تاہم اگر حقیقت پسندی کے لئے وہ میرا خواہشات کی بجائیں اور پھر محاصرہ کے لیے کوشش بھی جاری رکھی جائے تو پھر یہ ناممکن ہی ہوتا کہ وہ خواب پورا نہ ہو۔ یاد رکھیں۔

پہرئیں ہمیشہ پہلے ذہن میں جم لیتی ہیں۔ اس کے بعد ہی وہ عالم وجود میں حقیقت کا روپ دھارتی ہیں۔ یہی تخلیقی عمل ہے۔ اس کی گود میں مستقبل کی پرورش ہوتی

کسی ایسی شے کی تخلیق کو میرے خیال کے دائرے میں
نہیں کرنا پڑتا ہے۔ جب آپ کسی چیز کو خیال میں جنم دے دیتے
ہیں۔ تو گویا آپ ان عناصر کو حرکت میں لے آتے ہیں جو مستقبل
میں اس کے وجود کی تشکیل کا باعث بننے والے ہوتے ہیں۔

آپ کے ذہن میں کیا کچھ کرنے کا مقصد ہے، جبکہ آپ اپنے اندر اس مقصد کو حاصل کرنے کی صلاحیتیں پاتے ہیں۔ اگر جواب نفی میں ہے تو پھر توقع بھی نہ کریں۔ آپ کا یہ خواب پورا نہ ہونے کا۔

بعض لوگ احساس کمتری اور خوف کا شکار ہوتے ہیں اور

کا بڑا درد و غم اسی پر ہوتا ہے۔ اور یہ عقیدہ اپنے سے زیادہ اپنے لیے ناسمجھ اور حالات کو درست روپے کے ذریعے ٹھیک نہ کریں۔
 سے بڑی طاقت پر ہونا چاہیے یعنی خدا سے بڑے بڑے وقت ضرورت
 آپ اس کی سمیت رجوع کر سکیں۔ آپ سب سے پہلے ذہن میں
 شدت سے اپنی خواہش کو ابھارتے ہیں پھر اس کے لیے اسے
 شدت سے موزوں انداز میں کوشش کرتے ہیں۔ یہاں سے خدا کا کام
 شروع ہوتا ہے۔ وہ آپ کی التماسوں کے عوض آپ کا ہاتھ ہٹا دیتا ہے۔
 اور آپ کو ایک نئی توانائی بخشتا ہے۔ پھر آپ کوئی تنہا نہیں رہ
 جاتے۔ خدا کی بخشی ہوئی توانائیوں کا کوئی اور جز نہیں۔ نہ ہی اسے
 ناپا جاسکتا ہے۔

مرحوم

اپنے پر اعتماد اور خدا پر یقین۔ ان دو قوتوں سے بڑی قوت
 کوئی قوت نہیں۔

اپنے عقیدہ کو ناپسند کے لیے خود سے الگ کر لیں۔
 کیا کچھ واقعی یقین ہے کہ اگر میں اپنی خواہشات کی تصویر
 ذہن میں ابھاروں تو کیا واقعی میرا خواب کسی دن تعبیر سے ہم کنار
 ہو جائے گا۔

یہاں یہ جان لیں کہ تصویر ابھارنے کا یہ مطلب نہیں کہ آپ
 منف و منف کے لیے ایک بات سوچ لیں۔ جی نہیں۔ اسے ذہن
 پر نقش کر لینا ہے آپ کو۔

آپ کو صحیح خیالات کے ساتھ رہنا ہوتا ہے۔ جب تک کہ آپ

ہم میاں بونی شہر میں عرصے سے رہ رہے ہیں۔ سنا ہم
 دیہاتی زندگی پسند تھا۔ پھر ہم نے اپنے ذہن میں یہاں سے نکل
 کر دیہات میں بسنے کے بارے میں ذہنی طور پر تصویر بنائے ہوئے
 غرض کو یاد ہم دونوں تصور جاری رہا۔ اس موضوع پر گفتگو کرتے تھے۔ ہمارا
 گھر کس طرح کا ہو گا۔ اس کے ایک سمت میں درج ہوگی۔ دوسری طرف
 پہاڑیاں ہوں گی۔ کھیت اور مٹیوں گے۔ ہم لوگوں نے اتنی بار یہ سب
 سوچا تھا جسے ہمارا مکان واقعی کہیں بنا ہی ہوا ہو۔

ہم لوگ اب اپنے خوابوں کے گھنٹوں رہ رہے ہیں۔ سب کچھ
 ویسا ہی ہے۔ یہ سارا کمال ذہنی تصور کا ہے۔

ہم نے زندگی سے سیکھا ہے کہ سب اپنے پیچھے اپنی مٹا کر ذہن پر
 تصویر کی طرح ابھار دیں اور دعا مانگیں۔ خدا پر اعتماد رکھیں۔ اور سوچنے

آپ غلط عمل اور غلط رد عمل کو دور کر کے مستقبل کو اس کے اثرات سے بچا سکتے ہیں۔

قوت ہے۔ یہ قوت ہمارے اندر موجود ہے۔ اور اکثر ہمیں حفاظت فراہم کرتی ہے۔ بشرطیکہ ہم اسے شناخت کر کے اس سے فائدہ اٹھانا جاننا۔ مصیبت میں نہ ہوتا۔

چونکہ یہ ساری کائنات "ارتعاش" ہے۔ اس لیے ہمارے ذہن ان ذہنوں سے منسلک رہتے ہیں۔ جو ہمیں عزیز ہوتے ہیں۔ یہ ایک قسم کی الیکٹرو میگنیٹک ارتباط ہوتا ہے اور رابطہ ہر اس شخص کے ساتھ ہوتا ہے جسے آپ چاہتے یا مسترد کرتے ہیں۔

دماغ بالکل ریڈیو یا بی وی کی طرح کام کرتا ہے۔ اسے آپ جس طرف بخون کرتے ہیں وہاں کی نشریات سنائی دیتی ہیں۔ جو مختلف کارپوسس یوں ہے کہ آپ کے ارد گرد ہزار ہا لوگوں کے آپ کے بارے میں خیالات ٹھیک کسی شخص کے خیالات ہی کی طرح ہوتے ہیں۔

آپ کے گرد کیا ہونے والا ہے یہ جاننے کے لیے ضروری ہے کہ آپ پہلے اچھے طرح اس سے گہرا دیکھیں جو آپ کے گزشتہ یا حالہ رویے اور حرکات آپ کے مستقبل کو بنانے میں ادا کرنے والے ہیں۔ آپ کا کردار دراصل ماضی کے تجربات سے متشکل ہوا ہوتا ہے۔

آپ کے رد عمل بھی ملے کرتے ہیں کہ کسی نئے تجربے کا سامنا آپ کر سکیں گے یا نہیں۔ آیا آپ کا عمل تعمیری ہوگا یا تخریبی۔ آپ کے ذہن میں گزشتہ ہونے والے واقعات کا ایک مکمل ریکارڈ رہتا ہے۔ یہ جاننے کے بعد

دوسرے لفظوں میں آپ اپنے فیصلے پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ اگر آپ غور سے تجربے پر دیکھیں تو آپ دیکھیں گے کہ زندگی میں جو کچھ آپ نے حاصل کیا ہے وہ دراصل صحیح فیصلوں پر حاصل کیا ہے۔ جب ذہن میں تذبذب رہتا ہے تو فیصلے بھی متذبذب ہوتے ہیں۔ فیصلے جرات اور عقیدہ پن چاہتے ہیں۔ ان میں اکثر کے ضمن میں قربانیاں درکار ہوتی ہیں۔

حبيب کبھی آپ کو کوئی اہم فیصلہ کرنا ہوگا جس کے اثرات آپ پر آپ کی فیملی پر پڑنے والے ہوں۔ انہیں بہت احتیاط سے دیکھیں۔ اگر آپ کے اندر وہ جرات قوت ہو تو اس کی مدد لیں۔ اپنے ضروریات دیکھیں اور جب فیصلہ کریں تو پھر مکرر دیکھیں۔ مگر یہ کہیں کہ میں نے غلطی کی تھی۔ اب یہ باتیں غفلت ہیں جو کچھ سامنے ہو اس کو بہتر سے بہتر بنانے کی سعی کریں۔ حالات کیسے ہی کیوں نہ ہوں۔ زندگی مواقع فراہم کرتی ہی رہتی ہے۔ سبھی فیصلے کو غلطیاں کرتے ہیں۔ جو بھی فیصلہ ہو۔ فیصلے کے بعد تندہی سے عمل درآمد کریں۔ یاد رکھیں۔ فیصلہ ہی مستقبل ہے۔

یہ دنیا عمل اور رد عمل کے قانون پر مبنی ہے۔ یعنی کسی وجہ کے
 کچھ بھی یہاں نہیں ہوتا۔ وجہ آپ کو سوچنے کے ذریعے فراہم کرتے ہیں۔ جب
 آپ کسی سوچ میں کامتاہلہ کرتے ہیں۔ تو آپ بہر حال اپنی قوتوں پر کافی عبور
 رکھتے ہیں مگر جب آپ کسی سوچ میں کوئی افراد کے درمیان سراسر
 کرتے ہیں تو ان کے محسوسات اور جذبات اچھے یا بری طرح آپ کو متاثر
 کرتے ہیں۔

آپ جو کچھ کرتے ہیں۔ آپ کے ارد گرد بھی ایسی طاقتیں سرگرم عمل
 ہوتی ہیں جو "وجہ" بھی بناسکتی ہیں۔ اور تمہیں کی بنا پر کوئی "مذکورہ" طاقت
 ہونے والی ہوتی ہے۔ ہم خواہ کسی سمت میں بھی کوئی عمل کریں۔ ہر
 دوسرے کے اعمال کی قوتوں کو سامنا کرنا ہی ہوتا ہے۔ ہمہ وقت
 کچھ ہو رہا ہوتا ہے۔ ہونے والا ہوتا ہے۔ اس لیے آپ کی سوچوں
 اور اعمال کے ساتھ دوسروں کے افعال کا بھی ہاتھ ہوتا ہے۔

اس کا مطلب ہے کہ آپ کو بہر حال زندگی کے سب سے
 محفوظ قانون - ہر چیز میں اعتدال - کو اپنالے رکھنے کا ہند
 کثرت ہر چیز کی بری ہے۔ شراب کی ہو یا نفرت کی۔ طاقت
 کی ہو یا کمزوری کی۔ آپ کو اپنے ذہن کے اندر روئے کی تبدیلی
 کا اثر آنے چاہیے۔ یعنی آپ اپنے مستقبل کو بدلنے پر قادر ہو سکتے
 ہیں۔ کیا ہونے والا ہے۔ یہ جاننے کے لیے ضروری ہے کہ آپ یاد
 رکھیں کہ کس طرح ایک نئی چیز ایک جیسی چیز کی جانب منتقلی ہے۔ اپنے آپ کو
 دوسروں کی نظروں سے پرکھیں۔

ہر بات سونے سے قبل خود سے پوچھیں۔
 موجودہ حرکات اور سوچوں کی بنا پر۔ میں اپنی موجودہ مشکل
 کے ضمن میں کیا توقع رکھتا ہوں؟
 اب آپ نے سمجھ لیا ہوگا کہ آپ کے اندر کیا قوت تھی اور
 دوسرے کے اندر کیا قوت ہے۔ یہ دونوں مستقبل پر اثر انداز ہوتا
 ہیں۔ اب آپ کو اپنے حواسوں کی مدد سے سوچنا ہے کہ آئندہ
 میں کیا ہونے والا ہے۔

آپ کے پاس آپ کا دماغ ہے۔ یہ ریسوننگ مشین ہے۔
 دوسروں کے احساسات اور سوچوں سے اس کا تعلق قائم ہے۔

جواب نہیں۔ ہو سکتا ہے یہ جواب آپ کی خواہش کے خلاف ہو۔ اگر یہ جواب توقع کے مطابق نہ ہو تو آپ فوراً ان خیالات اور احساسات کو چھوڑ سکتے ہیں جن کی بنا پر مستقبل میں برائی اگر ہی ہے ایک بار اگر آپ نے اپنی چھٹی حس کو تربیت یافتہ کر دیا۔ تو پھر وہ آپ کو صحیح اطلاعات دے گی اور آپ اسی کی اطلاع پر مستقبل کو حسبِ منشاء درست کر سکیں گے۔

آپ کو ”مستقبل“ سے ڈرنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ آپ اب جان گئے ہیں کہ اسے آپ خود بناتے یا بنگاڑتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں آپ کی تقدیر دراصل خود آپ کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔

مرچو

بقول اقبالؔ:-

”عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی“

اے مالکِ کل میں ہے والدین پر رحم



ہماری باہمی سوچوں کے ٹکرائے کے نتیجے میں، اس دنیا میں ہزاروں واقعات آئندہ کے اندر وقوع پذیر ہونے والے ہوتے ہیں۔ ان کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ خیالات کی معنائیسی قوت ایسی ہی ہے کہ وہ کلمہ و دلت۔ آئندہ میں پیش آنے والے واقعات کو یا تو دفع کرتی رہتی ہے یا جم دیتی ہے۔

اپنے ذہن کی سطح پر آپ یا تو دوسروں کے خیالات سے ہمہ وقت متصادم ہوتے رہتے ہیں یا ان کے ساتھ ہم آہنگی پیدا کرتے رہتے ہیں۔ بسا اوقات دونوں بھی ہوتا ہے کہ یکایک آپ کو کسی ہونے والے

دوسرے مالک پر کیا اثر سکتی ہے

واقعہ کی لاشعوری طور پر جھلک سی دکھائی دے جاتی ہے۔

عام طور سے اگر آپ کو اس جھلک کا ذریعہ نہ سمجھ میں آئے تو آپ اس خیال کو ذہن سے جھٹک دیتے ہیں اور پھر یوں ہوتا ہے کہ کسی واقعہ کو بھولتے دیکھ کر آپ کو اچانک یاد آتا ہے کہ اسے تو آپ نے پہلے ہی محسوس کر لیا ہے پھر آپ کو حیرت ہونے لگتی ہے کہ آخر آپ کو یہ احساس کیوں ہوا تھا؟

ایک صاحب کے ساتھ ایسا ہی ہوا۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حیرت بھی کہ جس شخص کے بارے میں میں نے خواب دیکھا تھا اس سے میری کوئی تعلق نہ تھا۔ پھر بھی تین ماہ پہلے میں نے خواب میں اس کے ساتھ ایک واقعہ پیش آئے دیکھا۔ میں نے وہ کچھ کہہ کر ایک موٹر بس کو پکڑ لیا ہوں۔ وہاں میں نے ایک مشہور ڈرامیور کو دیکھا۔ میں مرتے دیکھا۔ تین ماہ بعد میں نے اخبار میں پڑھا کہ وہ ڈرامیور واقعی ایک دس میں مر گیا ہے۔ حیرت کی بات یہ تھی کہ میں اس ڈرامیور سے آگاہ تھا نہ کسی دس سے، نہ ہی میں نے کبھی دیکھی تھی۔

دنیا میں بغیر کسی وجہ کے کچھ نہیں ہوتا۔ اگر کسی عمل کو کوئی دوسرا عمل دکائے تو وہی ہوتا ہے جو اس عمل کے ذریعے کیا جانا ہوتا ہے۔ یہی قانون ہے۔

اس مثال سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اکثر اوقات حیرت حالات سازگار ہوں۔ تو ذہن اس راستے پر جا سکتا ہے جسے آپ زانی راستہ کہتے ہیں اور جو حال کے لحاظ سے آگے تک پہنچا ہوتا ہے اور پھر آپ کے ذہن میں مستقبل کی جھلکیاں ابھر آتی ہیں۔ وہ واقعہ آپ دیکھ لیتے ہیں جو حالات پیدا کرنے والی طاقتیں، دوسروں کے ساتھ کرنے والی ہوتی ہیں۔

مرچھوٹ سے لوگ یہ جانا ہی نہیں چاہتے کہ مستقبل میں ان کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ دراصل وہ مستقبل سے خوفزدہ ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اپنی درجائی قوت کے سامنے ایک ایک ڈیڑھ کام کو دیکھتے ہیں۔ جو دراصل انہیں رہنمائی دیتے والی ہوتی ہے اکثر ان افراد کے بارے میں ہونے والے واقعات دوسروں کو محسوس ہو جاتے ہیں۔ اگر وہ ان کے کہنے پر بھی چلیں تو بھی بچ سکتے ہیں۔

دراصل درجائی قوت ایک سرپرست فرشتہ ہوتی ہے جو ہمیں بچاتی ہے۔ راستہ دکھاتی ہے۔ اگر آپ کو اس قوت پر اعتماد ہو تو یہ بڑے کام کرتی ہے۔ اب اس تکنیک کو مختصراً سمجھ لیں جس کے ذریعے آپ دوسروں کے ساتھ پیش آنے والے واقعات کو محسوس کر سکتے ہیں۔

تعلیق یہ ہے کہ ارام دہ حالت میں ہو جائیں۔ ذہنی اور جسمانی دونوں طرح سے۔ اور دوسرے کے محسوسات سے رابطے کی کوشش کریں۔ سوچیں کہ آپ اس کے لیے کیا کر سکتے ہیں۔ اپنے ذہن کی ارفع قوتوں کو آواز دیں۔ مگر یہ کوشش خود غرضانہ نہیں ہونی چاہیے۔ اس میں محبت اور ہمدردی کا عنصر موجود ہو تو یہ کوشش حیرت انگیز طور پر کام کرتی ہے اور ایک بربیک یا احساس ہو گا کہ آپ اس شخص کے مستقبل کو یوں دیکھ رہے ہیں۔ جیسے وہ سامنے ہے۔ اس بنیاد پر خود کو اسی کے تعلق سے اپنا مستقبل بھی دکھائی دے سکتا ہے۔

وقت کا پورا سرا رعنفر۔ ایک سیدھی۔ الٹ لکیر کی شکل میں کھینچا ہوا ہے۔ اس کا ایک سرا آپ کے سامنے رہے اور دوسرا حال میں اور ہی دور مستقبل تک بھی ہوتی ہے۔ اسی زمانی لمحے میں متحرک، کارکن طاقتیں، سنے واقعات رونما کرنے کی مثالیں کر دیا جاتی ہیں۔ واقعات اس لکیر کے پورے پورے والے ہوتے ہیں۔ ہیں۔ آپ کو۔ دوسروں کو۔



سائنسی کہانیاں اور انسانی ذہن کی توانائیاں

سائنسی کہانیاں لکھنے والے بہت سے مصنف، وجدانی قوت کے ایک ہوتے ہیں۔ ویسے وہ بھی سمجھتے ہیں کہ وہ تصورات کئے لیے ایک کہانی لکھ رہے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہوتی ہے کہ وہ خود دور آئندہ میں لے کر نکل جاتے ہیں۔ بڑھنے والے اس کو انسان سمجھتے ہیں۔ مگر یہ دراصل سائنس اور تہذیب کے ارتقاء کی وہ تصویر ہوتی ہے جو حال کے آگے نکل کر مستقبل کے دور میں جنم لینے والی ہوتی ہے۔ بولیں درتے سو سال قبل ایک کہانی لکھی تھی جو چاند کے سفر پر مبنی تھی اس نے جو کچھ لکھا اُن ہی حد تک اسی صورت میں دیا ہے سو سال بعد اس کا کٹ کو چاند کی طرف بلند ہوتا دیکھا۔

ان سائنسی کہا نیوں اور نجد میں حقیقی چاند کے سفر کے مابین
جو یکساہیت دیکھی گئی۔ وہ جہاں کن تھی۔ مثلاً

بالٹے کے وہی طریقے استعمال ہوئے جو ناولوں میں رہتے
چاند کی رنگت یکساں تھی۔
چٹانوں کے نمونے۔

چاند پر پہلا ناشترہ
چاند کے سفر میں استعمال کیا جانے والا لباس۔
امریکہ کے جھنڈے کا چاند پر لگایا جانا۔

زمین اور آسمان کا نظارہ۔
ان طلب میں بنائی گئی سائنس تھی۔

ان سب باتوں کو لکھنے سے کیا مطلب ہے؟ یہی کہ آدمی
کے اندر ایسی قوتیں موجود ہیں کہ وہ مستقبل کو دیکھ سکتا ہے۔ اور
اس کے لیے تربیت یافتہ۔ ”دیوانی قوت“ کی ضرورت ہے۔



مرحہ سائنسی واقعات کی پیش گوئی میرے والدین پر رحم فرما۔۔۔۔۔ امین

چونکہ حقیقت کا روپ دھارنے سے قبل ہر چیز ہمارے
ذہن میں پہلے جنم لیتی ہے۔ انفرادی واقعات کے علاوہ ہم قومی
سط پر رہ رہا ہونے والے واقعات کو بھی بڑی حد تک دیکھ سکتے
ہیں اور پیش گوئی کر سکتے ہیں۔

ہزاروں دماغ اس پر دس میں معروف ہوتے ہیں، مثلاً
آئرلینڈ میں کیتھولک اور پروٹسٹنٹ فرقہ کے افراد کی نفرت
انگیز اور ایک دوسرے کے لیے قاتلانہ سوچیں، اس بات کی
دوردار ہیں جو مذہبی نوعیت کے فساد دہاں ہو رہے ہیں۔ کیونکہ

کیا قوموں کے درمیان ایسی سوچوں کی بنا پر افہام و تفہیم کی
 فضا ابھر سکتی ہے۔ نفرت اور تعصب پر دونوں دو خوفناک
 چیزیں ہیں جو صرف جاہلی لاقی ہیں۔
 ذرا اس آدمی کو دیکھیں جو احساسِ عروہ کی جانتی تصویر نظر
 آتا ہو۔ ایک معمولی میں وہ اپنی منفی سوچ کا اشتہار ہوتا ہے۔ اسے
 دور ہی سے آپ بتا دیتے ہیں۔

قومی اور بین الاقوامی واقعات جو مستقبل میں ہونے والے
 ہیں ابھی سے شکل بنا رہے ہیں۔ واقعات ہوتے رہتے ہیں اور یہی
 واقعات، ایک نئے واقعات کے لیے راہ ہموار کر دیتے ہیں۔ کیونکہ
 ایک غصی خبر ایک جیسی خبر کی سمت برکتی ہے۔ ایک "وجہ" ایک
 واقعہ جنم دیتی ہے۔ اور پھر یہ واقعہ دوسری "وجہ" کا موجب بن
 کر ایک اور واقعہ کی تشکیل کرتا ہے۔

ہر واقعہ کو ناپے والا ہیرا ہے۔ وقت ہے
 اگر لوگوں کا ایک بہت بڑا برعوم ذہنی طور پر بھان میں آجائے
 تو اس کا نتیجہ اشتعال کے سوا اور کیا ہو گا؟
 اگر آپ کے اندر وجدانی احساسات ہیں تو برائمانی ہونے
 والے واقعہ کو بھانپ سکتے ہیں۔

وقت کے آنے والے لمحات میں پہنچنے کے لیے آپ کو

جو کچھ ان کے ذہنوں میں ہے۔ وہی سامنے آ رہا ہے۔
 یہی بات عربوں اور یہودیوں کے بازے میں بھی کہی جا
 سکتی ہے۔ "آئیکھ کے بدلے آئیکھ" کا رویہ جاری اور ساری
 ہے۔ ان سب نظروں کو سامنے رکھ کر یہ پیش گوئی کی جا سکتی ہے کہ
 آئندہ بھی امن نہ وبلا ہوتا رہے گا۔

دیکھا گیا ہے کہ بعض قومیں اپنے اندر سوائے تنگ نظریات کے
 اور کچھ نہیں رکھتیں۔ ان کا انداز زندگی فرسودہ اور تکلیف دہ ہے۔
 اس بنا پر ان کی کارکردگی بھی خواب ہے اور وہ فائدہ مند بھی نہیں ہیں۔
 چونکہ وہ تبدیلی کو روکنے کی خواہاں ہیں۔ اس لیے ان کی زندگی میں
 ابھی بات نہیں آتی۔ آج کا سب سے بڑا مسئلہ بھی یہی ہے کہ آج کی
 افواہ کے ذہنوں کو کس طرح سمجھایا جائے۔

مالک گل میرے والدین پر رحم فرما

گرمی میں کتنی صلیبیں میرے دریچے میں
 ہر اک اپنے سیمائے خون کا رنگ سیلے

کسی پر کرتے ہیں "اربربارہ" کو قربان
 کسی پر ہوتی ہے سرسبز شاخسارِ دو نیم

حرف پر کرنا ہوتا ہے کہ آپ اپنے ذہن کو آزاد نہ چھوڑ دیں۔ دیکھیں
 آپ کے ساتھ اور دوسروں کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ حال
 میں جو عمل کیا جا رہا ہے اسے ہمیشہ نگاہ میں رکھیں۔
 مرا تیرے کے اس موقع پر آپ خود سے بوجھیں۔ اس بوجھ
 کے حوالے سے میرے ساتھ کیا ہو سکتا ہے؟
 ذہن میں جو بات ابھرے اسے تحریر کر لیں۔ چاہے یہ بات
 مبہم اور فضول ہی کیوں نہ لگے۔

مر پو

فرخ کو کلاب کا خلیفہ بن کر رکھا گیا ہے۔ دن کا موسم گرم
 کیسا ہوگا؟ کیا آج بھی اس نے کوئی نیا کام کیا؟
 042-36374864
 صبح نہ بھائی ہوئی۔

در اصل مشق ہر چیز پر عبور کے لیے لازمی چیز ہے۔ ذہن کو
 حقائق اور افسانے دونوں سے جگہ کرنا سیکھیں۔ توانیت بہت
 ضروری ہے۔ اس کی بنا پر درست اطلاعات مل سکتی ہیں۔
 مستقبل کا ہر واقعہ بنا ہوتا ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا۔ غنیمت
 و جو بات سے اور اس کی تشکیل میں ہزار یا سوچیں اور اعمال شامل
 ہوتے ہیں۔ اگر آپ دوسروں کی سوچوں سے رابطہ قائم کر لیں تو
 پ جاننے سکتے ہیں کہ مستقبل کو کس طرح بنانے کی سٹی ہو رہی ہے۔
 ماضی - معجزہ واقعات کا ایک نوہ ہے کسی وقت وہ

تاریخ نگار کی جاتی ہے۔ اور اسے ایک کارڈ پر محفوظ کر لیا جاتا ہے۔
 یہاں لکھنا غلط نہ ہوگا کہ پچھلے تین برسوں میں ہمیں ایسی بہت
 سی رپورٹیں ملی ہیں۔ جن میں بین الاقوامی واقعات کے بارے میں
 پیش گوئی کی گئی تھی اور وہ سب کی سب درست تھیں۔

ان رپورٹوں سے ثابت ہوتا ہے کہ بہر حال مستقبل کے
 بارے میں درست پیش گوئی ممکن ہے۔
 ہمارا کام صرف یہ ہے کہ کسی طرح ان ذہنوں کو جن میں حسیت
 یا وحدانیت پائی جاتی ہے۔ انہیں صیقل کیا جائے اور اس
 کام کو سائنسی بنیاد پر لایا جائے۔

ان رپورٹوں کی بنیاد پر یہ خیال ذہن میں جو بڑھتا ہے کہ کائنات
 میں کوئی بھی واقعہ محض حادثاتی طور پر نہیں ہوتا۔ اس کے پیچھے
 حساب ہوتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو تو یہ پوری کائنات افراد کی
 میں دکھائی دیتی۔

وہیے ہیں ذہن اور اس کی طاقتوں کے بارے میں اس قدر کم
 معلومات ہیں کہ ہمیں پتا نہیں چلتا کہ ہمارے خیالات جب دوسروں کے
 خیالات سے ملتے ہیں تو کس قسم کے واقعات جنم لیتے ہیں۔ بہر حال
 ہم براہ راست کیسکھ رہے ہیں کہ ہم کس طرح اپنے حواس خمسہ سے آگے
 جا کر اپنی آگہی کو بڑھا سکیں۔ اس کے لیے ہم چھٹی حس یا ایکسٹرا سنسوری

پیش گوئی کا کام

پیش گوئی۔ ان دنوں ایک کمانڈر کا بڑا ذریعہ بنی ہوئی ہے۔
 اس برٹش میں بہت سے ایسی افراد بھی ہیں جو صبح اس کام کی
 آمد و رفت رکھتے ہیں مگر ان میں بہت سے عطیاتی بھی شامل ہیں۔
 ہیرالڈ ٹرین نے اپنے کتاب میں لکھا ہے۔
 ”میری تنظیم یا سوسائٹی دراصل ان لوگوں کے اس گھر
 کے بارے میں حقیقتاتی نمونہ جمع کر رہی ہے جو پیشہ ور نہیں ہیں جو
 جو رقم کے لیے یہ کام نہیں کرتے بلکہ جو انفرادی طور پر محض اپنی
 قربیت اور شوق کی بنا پر اس مشغلہ سے منسلک ہیں۔
 ہمارا ادارہ ایسے افراد سے رپورٹیں حاصل کرتا ہے۔ ان پر

مر جو
 مال کل میرے والے میں پر جو

اور باگل پن کا خوف انہیں گھیر لیتا ہے۔ اسی لیے میں نے اپنے سارے
افراد کو دعوت دے رکھی ہے کہ وہ اپنے عسکریت سے بچے مطلع کرتے
رہیں۔ ہم دراصل یہ طے کرنا چاہتے ہیں کہ انزان کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ ہم
انہیں اس بنیاد پر یہ بردقت آگاہ کر رہے ہیں کہ آیا وہ داعیوں کی گرفت
میں تو نہیں ہیں۔ یا واقعی ان کے اندر ایسی قوت بانی جاتی ہے جو پھر
”فوجدانی“ ہے اور جہیں صبح پیش گوئی کی اہمیت موجود ہے۔



اس کی سیمائی

مرچو

ایک یار حبيب آپ یہ تسليم کر لیتے ہیں کہ آپ کا ذہن وقت
کے آئندہ سروں تک جا کر ذاتی اور غیر ذاتی سطح پر پیش آنے والے
معائنات کو دیکھ سکتا ہے۔ تو پیش گوئی کا کام آسان ہو جاتا ہے مگر
سوال یہ ہے کہ آیا آپ مستقبل کے بارے میں جاننا بھی چاہتے ہیں یا
نہیں۔

منزاور سرمد خیل کا واقعہ ہر اللہ شرمین نے لکھا ہے ان کے
خط کو دیکھئے۔

سرمد خیل نے لکھا ہے کہ میں اور میری بیوی دونوں ”حسی“
ہیں۔ ہم لوگوں کو اپنی صلاحیت کا علم اس وقت ہوا جب ہمیں ایک

اے مالک کل میرے والدین

خانہانی مسئلہ پیش آیا۔ اس مشکل سے بچنے کے لیے ہم نے مادی مال کے علاوہ روحانی وسیلے بھی استعمال کیے۔

تقریباً بالکل موقع پر میں محسوس ہوا کہ ہم نے حل دریافت کر لیا ہے۔ سچی حالات رو پدہ نہ ہونے لگے۔ یوں لگتا ہے جیسے ہمیں کسی اوپر دانی کا قتل سے رہنمائی مل رہی ہے۔ اور ہم جو کچھ کر رہے ہیں وہ ہماری نہیں بلکہ کسی اور کی منصوبہ بندی ہے۔ ہم نے ان حالات پر توجہ دینی شروع کی جو ہماری تباہی کا موجب بن سکتے تھے ہمیں ایک سیالہ تصور نظر آئی۔ پھر حالات ہمارے حق میں ہوتے چلے گئے۔ اب ہم لوگ آرام سے رہ رہے ہیں۔

جو کچھ ہم ان کے فکری حلقوں سے دیکھ رہے ہیں وہ اس قدر عجیب و غریب ہے کہ ہم نے اس قانون پر عمل کیا تھا جو انسانی زندگی اور کائنات کو تابع کیے ہوئے ہیں۔

اس قانون پر عمل کرنے کے لیے ہم نے حرف یہ کیا تھا کہ اپنی باطنی آواز، سنی سنی۔ پھر جیسا کہ قانون ہے کہ جیسے سوچو گے ویسے ہوگا، دوا لانی بات ہوئی۔ آہستہ چلو، ٹھیک بولو اور اپنے دل کی آواز سنو یا یوں کہیں کہ ایک درخت کی طرح بن جاؤ۔ اپنی جوتس علم کی گہرائیوں میں پھیلنا۔ تاکہ آنکھیاں اور موسم تمہیں ہلا نہ سکیں۔

میں ان دواؤں کو پتا چلا تھا کہ وہ - آٹو میٹک رائٹنگ سے عمل سے مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔

یہاں آر تھر فورڈ کے بیان سے کچھ سنیں۔

میلیم شپ - آدی کو بے حد حساس بنا دیجیے حساس آدی ہی میلیم شپ کا اہل ہو سکتا ہے جن لوگوں کے اندر چھپی حس

زیادہ ہوا انہیں کوشش کر کے خود کو اس لائق بنانا چاہئے کہ وہ جب چاہیں کھول سکیں۔

بصری فاؤنڈیشن کے ریکارڈ سے پتا چلتا ہے کہ آدیوں کی ایسی بڑی تعداد موجود ہے۔ جن کی سوچ کی سطح بہت بلند ہے اور آسانی سے مستقبل کی آگاہی حاصل کر لیتے ہیں۔ اس سلسلے میں آدی کا بڑھا نکھار ہونے کی بھی کوئی شرط نہیں ہے۔

جہاں ہم ایک ایسی حسی عورت کی نصیحتیں لکھ رہے ہیں جو آگاہی کے بلند رتبہ پر تھی۔ وہ لکھتی ہے۔

رات کی خاموشی میں بیٹھے ہوئے بارش کو اپنی کھڑکی سے ٹکراتے سنتی ہوں۔ اور پھر سوچتی ہوں کہ ان سارے دوسروں سارے شنائیل کے ساتھ جن میں ماضی میں ملتی رہی ہوں کیا ہوا ہے؟ مجھے اندازہ ہوتا ہے کہ بہت سے ان میں ملچے ہیں۔ اور بہت سے ان میں بالکل گہری ہی طرح اس وقت تنہا بیٹھے سوچ رہے ہیں۔

میرے پاس آج کی ٹیلی ویژن کے لیے ایک پیغام ہے۔

اسے لڑکھانہ نسل، ہتھیارے پاس خود کو تسلیم کرنے کے

کافی ذرا نہیں خود کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کر لو۔
 کام کرنا شروع کر دو۔ اس سے قبل کہ تمہاری جوانی بڑھاپے
 میں بدل جائے اور تم کچھ نہ کر سکو۔
 اگر تم نے جوانی میں کچھ کر لیا تو تمہارے بڑھاپے کو بھر کوئی
 خطرہ نہیں ہوگا۔
 اس ہیام کو سونو، سمجھو اور اس پر عمل درآمد کرو۔



خدا انسان کی تلاش اور ترقی پسند کا مالک

مرچو

سرشار میں لکھتے ہیں۔
 "اکثر میرے پاس دنیا کے مختلف حصوں سے ایسے خطوط
 آتے ہیں جن میں مجھ سے درخواست کی گئی ہوئی ہے کہ میں چھپے
 ہوئے حقائق کے سلسلے میں ابھی روحانی قوتوں کے ساتھ
 ان کی مدد کروں۔"

میں فرائض بھی کبھی ان کا جواب دیا ہوں۔ مجھے اکثر نقشے بھی
 بھیج دیے جاتے ہیں جن میں زمینوں، تالابوں، دریاؤں وغیرہ
 کی مکمل تفصیل بھی ہوتی ہے۔ ان میں سے کئی ایک خطوں سے پتا
 چلتا ہے کہ واقعی کوئی خزانہ وہاں ہو سکتا ہے۔

اے مالکِ کُل میرے والدین پر

میں نے اس کے لیے صرف اس لیے کوشش نہیں کی کہ مبارک میرا اندازہ غلط ہو اور لوگوں کا رویہ اور محنت خواہ مخواہ ضائع نہ ہو جائے۔
کوئی ہوئے کاغذات اور وصیت نامے بھی اسی ضمن میں آئے ہیں۔

اس طرح کا ایک واقعہ اجاڑل سوئڈن برگ کا ہے جو ایک ماہر علوم روحانی تھا۔

اسٹاک ہوم میں ایک بیوہ عورت شوہر کی موت کے بعد سخت بدیشان تھی۔ شوہر ایک مشہور آدمی تھا اور اس کی موت کے بعد بہت سے قریبی خواہ نگل آئے اور انہوں نے رقومات کا مطالبہ شروع کر دیا۔
بیوہ سوئڈن برگ سے ملی اور کہا۔ براہ کرم میرے شوہر کی روز سے رابطہ قائم کریں اور پوچھیں کہ اس نے جو رقومات ادا کی ہیں اور کی رسیدیں کہاں رکھی ہیں۔ دوسری صورت میں مجھے داہنگی کے لیے تمام جائیداد بھیجی ہوگی۔

جواب میں ماہر روحانیت نے کہا۔ عمر میں جو کچھ کر سکتا ہوں کروں گا۔ تاہم مجھے یقین نہیں کہ میں آپ کے شوہر کی شرح سے رابطہ قائم کر سکیں گا۔ بہر حال میں کوشش ضرور کروں گا۔
پندرہ روز بعد اچانک سوئڈن برگ نے بیوہ کو فون کیا اور کہا کہ اپنے

شوہر کی مطالعہ گاہ میں لے چلیں۔ شاید میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ پھر بیوہ اسے مطالعہ کے کمرے میں لے گئی۔ تب سوئڈن برگ نے کہا۔ میں مدح کی بدانت پر یہاں آیا ہوں۔ اس نے ایک نئے کو پیڑ اودھ اچانک کھل گیا۔ وہاں ایک خفیہ دروازہ موجود تھی۔ جہاں تمام رسیدیں بھی موجود تھیں۔

یہ واقعہ بالکل سچا ہے اور ریکارڈ پر ہے۔
واقعہ آج سے چند سال پہلے ہوا تھا۔ تاہم آج بھی ایسے لوگ موجود ہیں جن کے اندر روحانی طاقتیں ہیں۔ اور وہ ان طاقتوں کا مظاہرہ بھی کر چکے ہیں۔

ان حیرت انگیز لوگوں میں سے ایک ٹی اے اسٹونز بھی ہیں۔ وہ سائنسدان بھی ہیں۔ علم نجوم کے ماہر بھی اور ایک ٹرانک پراسنڈ کا درجہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے خفیہ خزانوں کی تلاش کے ضمن میں خاصا نام کیا ہے۔
ان قوتوں کی توثیق کہی جا سکتی ہے۔

یوں سمجھیں کہ ہمارے بدن کا ہر انفرادی سیل ذہانت کا ایک فرانسیسر ہے۔ دماغ اس کا ریسیوننگ سنٹر ہے۔ یہ ایک اطلاعی کمپیوٹر ہے۔ یہاں سے اطلاعات شعور میں داخل ہوتی ہیں۔ سیل یہ اطلاعات عشاہری قوتوں سے حاصل کرتے ہیں۔ یہاں سے ہمارا شعور اور راک کی منزل پر پہنچتا ہے اور ہم مستقبل میں جھانکنے

میرے والدین پر مشتمل امین

کے لائق ہو جاتے ہیں۔

فرمان کریں کہ ہمارے بدن کا ہر سیل ایک خاص قسم کی فریکوئنسی پر خاص اطلاعات وصول کرنے کے لائق ہے اور یہاں سے شعور کو اطلاعات بھیجی جاتی رہتی ہیں۔

قدرت پر شخص سے غور گفتگو رہتی ہے۔ بشرطیکہ وہ سنے ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں!

جب کبھی میں کسی خزانے کے بارے میں سوچتا ہوں۔ میں سوچتا ہوں کہ کل موسم کیسا ہوگا۔ پھر بدن کو اس فری کونفری بدنگانے کی کوشش کرتا ہوں۔

پھر عناصری ذہانت سے مجھے اپنے سوال کا جواب مل جاتا ہے جو لوگ یہ طریقہ اختیار کرنا چاہتے ہیں انہیں میں یہ بتانا ہے ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ جان لیں یہ طاقتیں اس طرح حرکت میں لانی چاہئے ہیں جس طرح آپ کے خیالات کسی کے جسم میں لائے جاتے ہیں۔ مثلاً بد دعا دی جاتی ہے۔

آپ کے خیالات کیسے ہی کیوں نہ ہوں یاد رکھیں یہ داپس آپ کی سمت مزدور لوٹتے ہیں۔ اسی لیے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان طاقتوں کو مستقل دیکھنے کے لیے مدت، استعمال کریں بلکہ مستقبل بنانے کے لیے استعمال کریں۔

اگر آپ کو صحیح جواب مل جائے تو اس سے تحفظ کا احساس

ہوتا ہے۔

یہ چھٹی س کی قوتیں ہر آدمی کے بس میں ہیں مشقوں کے ساتھ انہیں ابھارا جاسکتا ہے۔ عقیدہ بھی ضروری ہے اور فلسفہ کو شیئر بھی لازمی شے ہے۔

آدمی کا ذہن اگر کسی شے کی تلاش میں شدت سے لگے تو وہ اکثر اسے پا ہی لیتا ہے۔ خدا کے کام بڑا سرا ہوتے ہیں۔

آپ کو کسی خزانے کی تلاش ہے؟ کیا آپ کو یقین ہے کہ آپ کا دماغ انہیں تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائے گا؟

کیوں نہیں۔ اگر دوسرے تلاش کر سکتے ہیں تو آپ بھی تلاش کر سکتے ہیں۔

اب اس کی مثالیں پر رحم فرما۔ آمین

تخلیق کا رہسہ۔ جس طرح آپ دہن میں ایک مضبوطی تصور یا بھارت
ہیں۔ اور اسے حاصل کرنے کے لیے کام شروع کرتے ہیں۔
تو وہ کام ہو جاتا ہے۔ اس طرح ہیں یہ بھی ماننا ہوگا کہ دوسرے
آدمی کے پیشگو و مسومات ہو کر آپ کے مستقبل سے متعلق ہیں۔
اگر وہ آدمی اس پر توجہ مرکوز کرے تو آپ کے ساتھ وہی کچھ ہو
سکتا ہے۔ جو وہ سوچ رہا ہے۔

جس طرح سے آپ خوف زدہ ہوتے ہیں۔ وہی اکثر ہو جاتی
ہے۔ کیونکہ ایک جیسی شے ایک جیسی شے کو کھینچتی ہے۔ یہی
قانون ہے۔ اگر آپ غم جو ہم پر متبذ رہتے ہوں تو یقیناً پیشگوئوں
کا مصداق آپ کے گرد کھینچا جائے گا۔ آپ اس میں مبتلا ہو جائیں گے۔
اور ان کا کہنا اگر آپ کی زندگی پر برے لگا۔

میرے ایک دوست نے ایک بار مجھے بتایا کہ وہ خود
سے کوئی فیصلہ نہیں کر پاتا بلکہ اپنے فیصلے وہ مجرم کی روشنی میں کرتا
ہے۔ گویا آپ اپنی سلیب اپنے کانڈیوں پر انکشا لیتے ہیں۔
ہماری سمجھ میں یہ بات ہرگز نہیں آسکتی کہ آخر سچے مفکر
کیوں پیدا ہوتے ہیں۔ اور ہماری زندگیوں میں حادثات کیوں
دوٹا ہوتے رہتے ہیں۔ جب تک ہم ان کا تعلق احمی کے کوٹوں
کدروں میں نہ جوڑیں اور قانون عمل اور رد عمل کو اس کی تشریح
کے لیے نہ استعمال کریں۔

نئی اور پرانی پیشگوئیاں

ایک نابینا کوئی کر کے دکھا دے وہ پیر ہو جائے

مجبور کر سکتے ہیں کہ کسی بڑا حادثہ جو دہن آج تک نہ ہو چکا ہو
جنہوں نے اپنے عزیزوں و عزیزوں کے بارے میں ایسی پیشگوئیاں کی
تھیں جو بعد میں ہوئیں۔ کہ دراصل ہونے والے واقعے میں ان
کی پیشگوئی کا پانچہ تھا۔ اور انہوں نے دراصل تجویز کی طاقت
کے تحت یہ واقعہ رونما کیا تھا۔

تو کیا یہ ممکن ہے کہ اگر کسی سے یہ کہا جائے کہ اگر تم سوٹ
سائیکل پر بیٹھے تو تمہیں حادثہ ہوگا اور پھر وہ حادثہ ہو جائے
وہ بڑی حد تک اس میں سچائی ہے۔ دہن انسانی بڑا

حبیب ہم تجویزوں کو اپنے آہ پر مسلط کر لیتے ہیں تو کیا ہم اپنے ذہنوں کو محدود کر دیتے ہیں۔ اور ہم کوئی کوشش نہیں کرتے کہ ان حالات کو دور کر سکیں۔ آواگون کا فلسفہ بھی ایک ایسا ہی فلسفہ ہے۔ جو آدمی کو مفلوج کر دیتا ہے۔ ایک بار حبیب وہ یہ سوچنے لگتا ہے کہ جو کچھ اس کے ساتھ ہو رہا ہے وہ پچھلے جہم کا خمیازہ ہے تو وہ اپنی تخلیقی صلاحیتیں کھو دیتا ہے۔ آخر ان خود ساختہ سزاؤں سے آدمی کس طرح بچے؟ دوسری طرف یوں سمجھیں کہ آدمی کی تاریخ دیکھیں۔ انسانوں نے انسانوں کے ساتھ کیا کیا مظالم نہیں کیے۔ آج بھی آدمی دوسروں کے لیے کیا کر رہا ہے۔ ان کی روشنی میں صاف معلوم ہے کہ جو تخلیق کار یعنی خدا ہیں بچائے اور ہمارے مستقبل کو محفوظ رکھنے کے لیے کیا کچھ نہیں کر رہا ہے۔ وہ اگر کچھ نہ کرتا تو کیا ہم زندہ ہوتے۔ وہ کیا کچھ نہیں کر رہا ہے کہ ہمیں اس مسئلہ سے بچنے کی زندگی تباہ ہو جاتی ہے یہ کوئی نیا بھی بات نہیں۔ حالانکہ آدمی ایک آزاد انتخاب کا مالک ہے مگر اس نے ابھی تک یہ نہیں سوجھا ہے کہ اس کے غلط اقدامات کس طرح دوسرے انسانوں کو متاثر کر رہے ہیں۔ تاہم آدمی کی اس خراب تاریخ کے بعد بھی یہ کہا جاسکتا ہے آدمی نے بہر حال جانوروں کے اسٹیج سے اوپر اٹھنے کی کوشش ضرور کی ہے۔ وہ ساروں پر کمندیں پھینک رہا ہے۔ جس طرف یہ ہو رہی

۱۰

ہے کہ اس نے ساری توجہ مادی ترقی پر لگا رکھی ہے۔ روحانی ترقی سے دور ہوتا جا رہا ہے۔

پتھروں کے ہر چند کہ انسان کو بار بار ڈرا رہا ہے کہ خدا گنہگار انسانوں کے لیے سخت عذاب رکھتا ہے۔ تاہم وہ ادھر بھی تک راضی نہیں ہوا ہے۔

اب کچھ پیشگو حضرات کے بارے میں۔

جین ٹومسن امریکی کے مشہور پیشگو کی حیثیت سے جانی جاتی ہے۔ وہ بلورینی اور شیلی پیشگو کے ذریعے پیش گوئی کرتی ہے۔ اس نے بہت سی شخصیتوں کے بارے میں بھی پیش گوئیاں کی ہیں اور حالات کے بارے میں بھی۔ یہ ظہیک ہے کہ اس سے غلطیاں بھی ہوئی ہیں مگر وہ بہت زیادہ پیمانے پر کامیاب بھی جاسکتی ہے۔

ایک مشہور پیش گو نے لکھا۔۔۔ امین

بہت سے لوگ مستقبل جاننے سے گریزاں رہتے ہیں۔ ہاں اگر انہیں اچھی باتیں سننے کو ملیں تو وہ تیار ہو جائے۔ دیکھا گیا ہے کہ وہ اسی لیے افراد کے پاس جاتے ہیں تاکہ دل خوش کن باتیں سن سکیں اور قسمت شناس افراد ان سے بتاتے بھی ایسی ہی باتیں ہیں۔ وہ قسمت شناس جو اچھی باتیں نہیں بتاتے ان کا کام بند ہو جاتا ہے۔ گویا آدمیوں کی سچے بچے مدد کرنے کا کام محض

تعیض اوقات ہی ہے۔ یہ لوگ اپنے کو بدلنا ہی نہیں چاہتے۔
 آج کل بازاروں میں ایسی کتاہیں خوب بکتی ہیں جن کے
 اندر آدمیوں کو کوئی "جادوئی تعویذ" دیا گیا ہو جس سے ان
 کے سامنے کام بن جائیں۔

ذرا سوچیں اگر زندگی کے مسئلوں کو محض ایک عویز سے حل کیا
 جاسکتا ہے تو پھر کیا ضرورت ہوتی ہے کہ لوگ مفت میں ماہروں
 سے ملنے کے لیے خون پسینہ ایک کرتے پھریں۔
 آدمی کے بارے میں منظر و من کا تبصرہ۔

آدمی اس وقت تک اپنے اوپر اعتبار نہیں کر سکتا جب تک
 کہ وہ غلطی سے طور و رنگ کے مجمع مطالب کا سامنا کرے۔
 تک کہ وہ دوسروں کے حوالے سے اپنی ذمہ داریاں نہیں منسلک کرے
 وہ بہر حال اپنی تقدیر کو نہیں بنا سکتا۔

آج جو آدمی حیران ہے اس کی وجہ نئی ترقی نہیں ہے۔ بلکہ
 اس کی وجہ یہ ہے وہ نئی ترقی کے ساتھ خود کو مربوط نہیں کر پایا
 ہے۔

والدین کو خدا کی طرف سے یہ ذمہ داری دی گئی ہے کہ وہ
 اپنے بچوں کی ہر طرح مدد کریں۔ مگر چونکہ اب یہ نقادوں مفقود ہے۔
 اس لیے جبرائیل گیب سائنس ہے۔

دنیا کے اندر جس قدر برائیاں ہیں۔ ان کی بنیاد سب

ذخیرہ اندوزی اور لالچ ہے۔ ہر شخص چاہتا ہے کہ وہ زیادہ
 سے زیادہ اشیاء کا مالک بنے اور اس پر فخر کر سکے۔
 یہ ایکسٹرا اسٹوری پرسن یا ادراک ماورائے حواس یا
 چھٹی حس کیلئے ہے؟ دراصل زندگی کی تینوں جوبلن کو چھوڑ دیتی ہیں۔
 اور اوپر چلی جاتیں ہیں۔ وہی اس بات کی ذمہ داریاں اور اسی کی
 بنیاد آدمی کے اندر پیداوار کا بھرتا ہے۔

یہ مردہ انسانوں کی زندگی "زندگی آمیز قوتیں" مسلسل زندہ
 رہنے سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرتی رہتی ہیں۔ مگر چونکہ
 ان کے زیادہ تر دماغ اپنے اندر ایک فحیل رکھتے ہیں۔
 انہیں انسانی سے پہنچ نہیں پاتیں۔

انہیں پیش کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ یہ سب کے سب
 تسلیم کر لیے جائیں یہاں صرف یہ بتانا مقصود تھا کہ چھٹی حس کے
 ریسرچ ادارے کو کس نوعیت کی معلومات فراہم ہو رہی
 ہیں۔ پیش گوئیاں جو کی جاتی ہیں اگر ان پر توجہ دی جائے تو
 حالات کو قبل از وقت سدھارنے کی کوشش تو ہو سکتی ہے۔

اس کے لیے ہمیں اپنے اندر تبدیلی لانی ہوگی۔ سوچ کی تبدیلی۔
 محسوسات اور عمل کی تبدیلی۔ تاہم جیسا کہ اس تجویز پر عمل

کر رہے تھے۔
 ہم سمجھتے ہیں کہ بس دیکھی طرح ہم بہر حال زندہ رہیں گے۔
 دوسرے ہوسکتا ہے مری مگر ہم بچے رہیں گے۔ لہذا انکار کی
 کیا ضرورت ہے؟
 سگریٹ کس قدر نقصان دہ ہے۔ مگر لوگ پلا رہے ہیں۔ خراب
 کس قدر بری چیز ہے۔ مگر پینے والے کہاں چھوڑتے ہیں۔
 آج آپ جو کچھ کہتے ہیں۔ وہی بات آپ کے مستقبل کی تعمیر
 کرتی ہے۔ اپنا جائزہ لے لیں اور آپ اُمانی سے بتا سکتے ہیں کہ کل کیا
 ہو سکتا ہے۔
 آخر ہم کیا کریں؟
 ایسے اس موضوع پر بھی بات کرتے ہیں۔

زندگی میں دین انسان کے کرتے

مرچو

ایک عظیم شخص نے ایک بار کہا۔
 ہمیشہ یاد رکھو۔ زندگی ایک انفرادی تحفہ ہے۔ جو دوسروں کے
 ساتھ بٹا کر نہیں لیا جاتا۔
 خدا نے ہر ذرہ کا ایک بڑا حقد ہمارے شعور میں موجود رکھا ہے۔
 وہ ذہانت ہے۔ اگر ایک بار آدمی یہ جان لے کہ کس طرح اس تحفے سے
 مربوط ہوا جاسکتا ہے تو یہ یاد رہیں ہر طرح کی رہنمائی دینے لگتی
 ہے۔ پھر آدمی بڑی سے بڑی مشکل بھی حل کر لیتا ہے جو وہ عام حالات
 میں خود سے کبھی نہ کر پاتا۔
 جس شخص کے یہ الفاظ ہیں اس کا نام ہے میری جے نذر۔

اے مالکِ کُل میرے والدین پر

۔ یہ ایک مشہور روحانی آدمی تھے۔

یہاں ہر اللہ شہین کی جانب کچھ کہیں ہر شہزاد بھی ہوا رہی ہیں تاکہ آپ جان سکیں کہ خدا کی قوت کس طرح آدمی کی مدد کرتی ہے۔ پہلی بات یہ جان لیں کہ کائنات میں جس طرح جسمانی یا مادی قوانین کا راج ہے۔ اسی طرح یہاں ہر روحانی قوانین بھی سرگرم ملتے ہیں۔

یہاں یہ بھی جان لیں کہ ادراک مادی رائجے حماس کی قوتیں زمان و مکان کے دائرہ میں محدود نہیں ہیں۔ اسے آپ ذہن کی ارفع طاقتوں کا نام بھی دے سکتے ہیں۔

اب ایک حقیقت آپ پر حاوی ہو جائے تو آپ کی سوجھ بوجھ میں ایک نئی جہت کا اضافہ ہو جائے گا۔

اس کی بنا پر آپ اپنی شدید افراگیز دعاؤں اور مراقبہ وغیرہ سے بہت عمدہ نتائج حاصل کر سکیں گے۔

اسی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے دیکھ کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ برابر یہ کوشش کرنی پڑتی ہے کہ آدمی کو بتایا جائے کہ وہ اپنے محدود سوجھ بوجھ کی بنا پر خود کو محدود نہ سمجھے۔

آپ اسی کائنات کا ایک منفرد علیحدہ شدہ حصہ ہیں کائنات جو ایک بڑے دماغ کی مانند ہے۔ آپ اس کا ایک منفرد حصہ ہیں اور اس طرح آپ، دوسرے دماغوں سے تحت الشعور کی سطح

پر مربوط ہیں۔

اس کا مطلب کیا ہے؟

اس کا مطلب ہے کہ آپ اسی طرح سوچتے ہیں۔ اسی طرح محسوس کرتے ہیں جیسے دوسرے سوجھ یا محسوس کر سکتے ہیں۔ آپ کی سوجھیں دوسروں کے ذہن پر تحت الشعور کی سطح پر رجسٹر ہو جاتی ہیں۔ ان دوسروں کے ذہن پر جن کے ذہن آپ کے ذہن کے

آئیے ذرا وضاحت کریں کہ جب آپ خدا کی دی ہوئی تخلیقی قوت کو درست نوعیت کی آواز دیتے ہیں تو کیا ہوتا ہے؟

آپ کی اس حقیقت کا ثبوت ان لوگوں کے تحت الشعور سے دیکھ کر

ہو جاتی ہے اور وہ پھر کسی شخص یا کئی شخصوں کے انفرادی شعور سے

متاثر کر ایک آواز پیدا کرتی ہے۔ پھر آپ کا کام ہونے لگتا ہے اور آپ کی مشکل کا حل نکل آتا ہے۔ یہ واقعہ شعور کی سطح پر اتفاقی نظر

آتے ہیں۔ مگر یاد رکھیں کہ ہر وہ چیز جس کا ہمیں تجربہ ہوتا ہے۔ ہمیشہ قانون عمل اور رد عمل کی تابع ہوتی ہے۔ کوئی بھی چیز علیحدہ

کتنی ذرا سی ہو جادو ثانی طور پر بھی نہیں ہوتی۔ اس کے پیچھے ہمیشہ کوئی نہ کوئی مسبب ہوتا ہے۔ یہی آپ کا یقین ہے کہ آپ اپنے مستقبل کو کنٹرول کر سکتے ہیں۔

آپ کا ذہن ہر وقت کام کرتا رہتا ہے۔

اب ایک حقیقت آپ پر حاوی ہو جائے تو آپ کی سوجھ بوجھ میں ایک نئی جہت کا اضافہ ہو جائے گا۔

یا تو وہ آپ کی نسبت آنے والے واقعات کو دفع کرتا ہے۔
یا بعض واقعات کو اپنی جانب کھینچتا ہے۔

اگر آپ کے خیالات مثبت ہوتے ہیں۔ تو وہ زبان و
سکان سے آگے نکل جاتے ہیں اور وہ ان افراد کے ذہنوں سے
رابطہ قائم کر لیتا ہے جن سے آپ کو مدد مل سکتی ہے۔
اگر آپ کے خیالات منفی ہوتے ہیں تو یہی خیالات ان
افراد کے ذہنوں کو دور جھٹکا دیتے ہیں۔ جن سے آپ کو امداد
مل سکتی ہے۔

لوگ ہمیشہ دوسرے قسم کی خواہشات اور دوستی خیالات
کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ ان کے اندر لحاظ اور مردانہ فطرت ہے۔
دوسری جانب منفی سوچیں لوگوں کو دور پٹا دیتی ہیں۔ پھر وہ

چاہتے ہوئے بھی آپ کی مدد نہیں کرتے
یہاں اس میں کسی کا ایک کلمہ بھی نہیں
میں سرک پر جاری تھی اچانک ذہن میں جیسے کوئی بولا۔
”جہاں رقم ارسال کر دو۔“

جہاں میں ہرق ایک ہی آدمی سے میری مراسلت تھی لہذا
میں سمجھ گئی کہ اس کو رقم بھیج سکتی ہوں۔ وہ ایک یادری کی بیوی تھی
جن کا چرچہ میرویشیا پر کرنے والے مجھ سے تباہ ہو گیا تھا۔ اس
کی ایک لڑکی بھی اس میں رکھی تھی۔ میں نے کئی مہینوں سے اس کی

جانب سے کچھ نہیں سنا تھا۔

میں پوسٹ آفس گئی اور ایک ہزار ڈالر رواد کر دیے۔ دو
مہینوں بعد مجھے میزبوشی کا خط موصول ہوا۔ اس کی کہانی یوں
تھی۔ اس کا ایک لڑکا تھا زارین۔ وہ ٹوکیو یونیورسٹی میں موسیقی پڑھ
رہا تھا۔ اسے ایک جگہ وائٹن بولنے کا منظر ہر کرنا تھا۔ انٹرکونٹیننٹ
ہارمونی کے تمام موسیقار سیاہ جوتے پہنیں۔ زوارین کے پاس
برائڈن جوئے تھے۔ وہ کسی سے مانگ بھی نہیں سکتا تھا۔ نہ ہی اسے
کہیں سے ادھار کی توقع تھی۔ رقم بھی اس کے پاس نہیں تھی۔ یوں
لگ رہا تھا کہ کسٹمرٹ میں شریک نہیں ہو سکے گا۔ میری بھیجی ہوئی
رقم انہیں کسٹمرٹ سے ایک روز قبل مل گئی تھی۔

دراصل بیکر شہر۔ اس کا ادراک اور رائے حواس کا تھا اس
میں دخل نہ اندازی بھی تھا۔ یہاں دراصل یوں تھا تھا کہ کچھ کی بات
اور ستر دی کہ فرسوسات کا رابطہ ہو گیا تھا۔

ہو تا یوں ہے کہ جب کسی عزیز کے ساتھ ذہنی رابطہ قائم
ہو جائے تو ایک ارتباط تحت الشعور کی سطح پر قائم ہو جاتا ہے۔
اور جب ہم کسی چیز کے بارے میں شدت سے محسوس کرتے ہیں۔
تو یہ احساس اکثر دوسرے تک منتقل ہوتا ہے۔ یہی بات اب کیس
میں ہوئی ہے۔

میں یونیورسٹی سے شدت سے محسوس کیا اذنان کے احساسات

مس دی تک منتقل ہو گئے۔

مس دی کو یہ بتانا نہیں چاہا کہ آخر ضرورت کی نوعیت کیا ہے۔ اسے صرف رقم کے لیے پتہ نہ ملا تھا اور اس نے۔

یہاں یہ جان لیں کہ مس دی نے یہ پیغام مسترد بھی کر دیا ہوتا اگر اس کے دل میں جا بانی عورت کے لیے گنجائش نہ ہوتی۔ یہ اور اسی طرح کے ان گنت واقعات موجود ہیں جس میں کسی شخص کے ذہن نے اپنے کسی قریبی عزیز کے مستقبل کے بارے میں سوچا اور اسے احساس ہوا کہ اسے مدد کے لیے کیا کرنا چاہیے۔

اب ایک دوسری مثال اس قسم کے معاملے کے لیے جہیں آپ نے جو کچھ دیا وہی آپ کے پاس دیا اور موثر نتائج۔

مس آؤ کا واقعہ بھی ہے۔ وہ لکھتی ہے۔
ادراک ماورائے حواس سے متعلق ہو کہ میں نے ایسے بہت سے واقعات کار کیا کرتے رکھا ہے۔ جس میں جو لوگوں کے وہی کاٹو گئے والے معاملہ سراپا لگا تھا۔

اس سے بھی یہ بتا چلا کہ جس علاقے میں آپ کوئی تعاون کرتے ہیں۔ اسی علاقے سے آپ کو تعاون ملتا بھی ہے۔

اگر میں نے کینیڈا کے مشرقی حصے میں کوئی تعاون کیا تھا تو اکثر مجھے اس کے فوائد جیسے یعنی انگلیڈ سے ملک ملی تھی۔ اور جو کچھ ملتا ہے وہ ہمیشہ خدمت کی شکل میں ملتا ہے۔ بھول کے بدلے بھول

خیال کے بدلے خیال، کپڑے کے بدلے کپڑے، رقم کے عوض رقم وغیرہ۔

میں اس لیے نہیں دیتی کہ اس کا معاوضہ لینا ہے تاہم میں نے دیکھا ہے کہ آپ کا تعاون بدلے میں تعاون ہی بخشا ہے۔ اس میں درمیانی فاصلے کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔

وہ ایک ممنوں میں دینی یونیورسٹی کا استعمال کر کے دوسروں تک اچھا نہیں پہنچانے کے کام میں لگی ہوئی ہے۔ اور جواب میں یہ کہی رہی اچھا نہیں پہنچانے کے کام میں لگی ہوئی ہے۔ اور جواب میں۔

آخر یہ کس قانون کے تحت ہوتا ہے؟ مس آر پوچھتی ہے۔ اور دوسری جواب دیتی ہے۔

ایک ایسی چیز ایک چیز کو دینا کہ جس کوئی ہے۔ تاہم اس کے لیے

قوانین ہوتے ہیں۔ کائنات کی ہم آہنگی قوانین میں پوشیدہ ہے۔

اسی طرح ایک جیسی چیز ایک جیسی چیز کے ساتھ فرق رہتی ہے۔ ضرورت صرف اس کلیہ کی ہے جس کی ذریعہ رابطہ ممکن ہو اور یہ کلیہ اس میں چھپی ہے۔ کہ کیا سنت، کیا نیت کو تلاش کر دیتی ہے۔

اگر آپ کو کوئی چیز کوئی شخص دیتا ہے تو آپ فوراً سوچتے ہیں اب اسے میں کیا دوں؟

جب کوئی ایک لطف پہنچاتا ہے تو ہم بھی سوچتے ہیں کہ

اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ کوئی غلط بات نہ ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے خیالاتی تصویروں کو درست رکھیں پر زور دیں۔

جب آپ ٹوڑیگ ریج پہنچتے ہیں تو آپ کو اپنی آنکھ لارگٹ پر رکھنی ہوتی ہے تاکہ درست نشا نگ سکے۔ اگر آپ کا ذہن بھٹکتا ہے تو صرف ٹرائیگر دبانے سے کام نہیں چلتا۔ ٹرائیگر کہیں اور چلا جاتا ہے۔

اسی طرح جب کسی خواہش کا معاملہ ہو اور آپ کوئی چیز زندگی میں ہوتے دیکھنا چاہتے ہیں تو اس خواہش پر پوری طرح نظر رکھیں۔ اسے فوکس میں رکھیں۔ نگاہ اسی پر رہے۔ پھر منظم طرح سے اپنی بہترین کوشش کریں۔ ٹارگٹ سے نگاہ نہ ہٹائیں۔ دین ہو یا راست گئے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب آپ کسی چیز کی تصور ذہن میں ابھار لیں تو پھر کسی خوف، کسی فکر یا کسی اہمیت کے خطرے کو ذہن میں بالکل نہ لائیں ورنہ مایوسی کی فضا آپ کو فیصلہ بدلنے پر مجبور کر دے گی۔ مقناطیس کے عمل کو دیکھیں۔ یہ لوہے کی اشیاء کو اپنی سمت کھینچ لیتا ہے۔ اب اس مقناطیس کو ذرا دوڑا کر لوہے سے یہ کام نہیں کر سکتا۔

ہم کون سی بات اسے سنائیں۔ آپ کے ذہن کی تخلیقی قوت ہزار ہا تجربوں سے آپ کو دوچار کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اس کا انحصار اس پر ہے کہ آپ اس میں کیا چیز بھرتے ہیں (خیالات اور افعال کے ذریعے) اپنی زندگی پر غور کریں۔ آپ نے بنائے کتنی چیزیں کی ہیں۔ اور بنانے کیا کچھ نہیں کیا ہے اور یہ سب کچھ اس لیے ہوا ہے کہ بعض کے لیے آپ نے کام کیا تھا اور بعض کے لیے نہیں کیا تھا۔

اس آکر رہتی ہیں۔ آخر کون سا قانون اس میں ہے۔ ہم آہنگی اور تعاون کا۔ یا عمل اور رد عمل کا یا ارتقائش کا قانون؟ یا یہ سب ممکن ہے۔ ہم خواہ ان میں سے کسی کو بھی رد عمل لائیں۔ اس کے ذریعے دوسروں کو حرکت میں بہر حال لایا جاسکتا ہے۔

اے مالک کل میرے والدین پر رحم فرما۔ میں نے یہ بات پہلے بھی بتائی ہے کہ ہم سارے افراد انفرادی طور ایک عظیم دماغ کا حصہ ہیں اور ہم سب لوگ ایک دوسرے سے سخت شعوری سطح پر باہم مربوط ہیں۔ اور جب ہمارے خیالات کی ردی ہمارے ذہنوں سے مشابہ ذہنوں سے رابطہ قائم کرنے کے لیے حرکت میں آتی ہیں تو ہمارے یا اہمیت نے طریقے سے ہمیں اس کا جواب ضرور دیتا ہے۔

اسی طرح خدا کی دی ہوئی تخلیقی قوت آپ کے اندر کام کرتی ہے۔ مرکب کر دیں اپنی نوچر ایک خیال پر۔
تخلیقی قوت فوراً ہی ایسے عناصر کو قوتوں کو کھینچنی شروع کر دے گی۔ اے موانع پیدا کرے گی کہ آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے۔

ایک کہیں مسٹر ڈبلیو کاسنیں۔ یہ تصویریری خانے کی تکنیک سے متعلق ہے۔

میں نے کس طرح اپنے قرض ادا کیے۔ میرا خیال تھا اس میں کئی برس لگ جائیں گے۔ میرے اچھے بھائی کا قرض تھا۔ ایک رقم کا تعین کیا کہ میں اسے ہر ماہ اپنی تنخواہ سے نکال دوں گا اور اس پر ثابت قدم رہوں گا۔ ہر ماہ میں یہ رقم تنخواہ سے نکالنے لگا۔ میرا تمام قرض اس طرح جلد ادا ہو گیا۔

اس کا کیا مطلب نکلا۔ یہی کہ حرف سوچنے سے کام نہیں چلتا۔ بلکہ اس کے لیے کچھ کرنا ضروری ہے۔ جب آدمی یہ سوچ لیتا ہے کہ وہ جو کچھ چاہتا ہے اسے حاصل کرنا ایسا مشکل نہیں تو اس کے اندر اعتماد پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ دشواریوں پر عبور حاصل کر لیتا ہے۔

میرا مشورہ ہے کہ آپ پہلے اپنی زندگی کا کوئی بے حد اہم مقصد ذہن میں سوچ لیں کہ سب سے پہلے مجھے یہ کام کرنا ہے۔ پھر سوچیں کہ یہ کام ہو گیا ہے۔ اس کے بعد اپنی صلاحیتوں کو کام میں لائیں اور اسے حاصل کرنے کی ننگ و دو شروع کر دیں۔ آپ دیکھیں گے کہ آپ کی کوششیں مشکل حاصل کرنے لگی ہیں۔ کام کی صورت نکلتے لگے گی۔ فرض کریں کہ آپ کا مسئلہ جہانی صحت سے متعلق ہے۔

اس سلسلے میں مسز ایل کاوا قہ نہیں۔

بچپن ہی سے مجھے ایسے کاموں سے شوق تھا جس کے بارے میں لوگ کہتے تھے کہ یہ ناممکن کام ہے۔ میں نے سوچا کہ میں ایک پیاسٹ بونگی اور میں بن گئی۔ سولہ برس کی عمر میں نہ بچوں کو پیلا بھانا سیکھا دلی تھی۔ میں کبھی بیمار نہیں ہوئی تھی۔ شادی کے بعد مجھے پناہ چلائی کسی بچے کی ماں نہیں بن سکتی، ڈاکٹر کی اس بات سے میں متفق نہ ہو سکتی۔

میں نے اپنے شوہر سے کہا کہ خدا سے مجھے امید ہے وہ مجھے اولاد دے گا اور اگلے سال ہمارے ہاں ایک بچہ ہوگا۔ میرے شوہر نے آمین کہا۔

اگلے سال کے بعد ہمارے ہاں واقعی اولاد ہوئی کوئی مسئلہ بھی نہیں بنا۔ یہ بچہ البتہ بیمار تھا اور اس کی دیکھ بھال نے میری صحت گرا دی۔ ہستہ رات بھر بیٹھے رہنے سے میری ریڑھ کی ہڈی متاثر ہوئی۔

اور ڈاکٹروں نے کہا کہ مجھے اسٹیل براس پہننی ہوگی۔ میں تقریباً مفلوج تھی۔ اور چل پھر نہیں سکتی تھی۔

میں نے اپنے ذہن کو خود کو بالکل سیدھے چلتے دکھنا شروع کیا اپنی اصل تصویر ابھاری۔ میں نے خود کو بچے کے ساتھ بھاگتے دیکھتے ذہنی تصویر کے تحت دیکھنا شروع کر دیا تھا۔ دن اور رات یہ تصویر میرے ذہن میں ابھری رہتی تھی۔ پھر خدا کا کرنا یہ ہوا کہ میری حالت بہتر ہونے لگی اور پھر ڈاکٹروں کو یہ بات مجھے جیسی لگی۔ وہ مجھے دیکھنے آئے۔

میں اب بھی بستر پر ہی تھی۔ مگر کچھ کچھ ٹھیک ہو رہی تھی۔ مگر۔ میں اپنا عقیدہ کھو بیچی اور روسنے لگی۔ دعا کرتی تھی کہ میں ہمت نہ ہاروں۔

اور تب آپ انھیں کرس بائز کرس کہ فرشتہ جسمی شکل پر آئے انھیں ابھی۔ مگر اور کرس تم بستر پر جلدی اٹھ جاؤ گی یہ تصویر تمہیں بھر میں غائب ہو گئی۔ مگر میرا دل پہل گیا۔

اور سہتہ بھر کے اندر سب حیران ہو گئے۔ میں اٹھ کر دروازہ تک چلنے لگی تھی۔ پھر میری حالت اور کنبلی۔ میں اب چلتی بھی ہوں اور دوڑتی بھی۔ اور میرے ہاں کٹی بچے ہیں۔

یہ واقعہ ثابت کرتا ہے کہ ارادے کی قوت بہت بڑی قوت

سزا کرنے اپنی تخلیقی قوتوں سے پورا پورا کام لیا تھا۔ حالانکہ اس کے سامنے امید کی کرن تک نہ تھی۔ مگر وہ مایوس نہیں ہوئی تھی۔ اور یہی وہ راز تھا جس نے اسے صحت بخش دی۔

اس نے ایک اور واقعہ بھی بتایا۔

جب میرا بچہ صرف چھ ماہ کا تھا۔ وہ بے حد بیمار ہوا۔ ڈاکٹروں نے کہا اس کا کچنا بہت مشکل ہے۔ میں نے فوراً اسے تندرست حالت میں ذہنی آنکھ سے دیکھنا شروع کر دیا۔ دس روز تک میں اس تصویر کو ذہن میں ابھارتی رہی اور آپ خواہ مائیں نہ مائیں۔ معجزہ ہوا تھا۔ یہ بچہ اب بالکل تندرست حالت میں ہے۔ حالانکہ ڈاکٹروں کا کہنا تھا کہ شاید اس کا دماغ ناکارہ ہو جائے گا۔ کیونکہ اسے سخت بخار آئے تھے۔ کون کہتا ہے کہ معجزہ نہیں ہوتا؟

امین

معجزے ہوتے ہیں مگر اس کے لیے ذہن کو صحیح سمت میں لکھنا ہوتا ہے۔ تاکہ خدائی قوتیں کام کر سکیں۔ اور وہی کچھ جو جو ہم چاہتے ہیں۔

مستر شرین لکھتے ہیں کہ ان کے پاس ایسے ہزاروں خطوط محفوظ ہیں۔ بے شک یہ بڑا عجیب لکھتا ہے کہ صرف ذہنی تصویر کے سہارے کسی بات کو کر لیا جائے۔ مگر سوچیں۔ جوں جوں ہمارا ایمان بچتہ ہوتا

جاتا ہے ویسے ویسے حالات بدلتے ہیں۔ یہ خطوط اس بات کے شاہد ہیں۔ کوئی بات ناممکن نہیں بشرطیکہ ہم اس کے لیے۔

شدت سے متقاضی ہوں۔

شدت سے اسے چاہیں۔

شدت کے ساتھ اس کے لیے اپنی بہترین کوشش کریں۔

مالیوں نہ ہوں۔

عقیدہ رکھیں۔

اور کام کرتے رہیں۔

کوئی بات ناممکن نہیں۔

ایہاں مسئلہ کا ایک خط لکھا ہے۔ ان کے ذہن میں تصویر بن کر آجے شوہر کو ایک مٹی اور ایسی ملازمت ملا دی گئی۔

میرے شوہر ایک ٹورگ چپن میں اسٹاک منیجر تھے اُسکے کوئی ترقی نہ تھی۔ اس جگہ کمپنی واسلے سنئے سنئے لوگ رکھاتے رہے تھے۔

انہیں دنوں ان کی کمپنی میں ایک دوسری جگہ خالی ہوئی۔ یہ بہتر تھی۔

اور اس میں ترقی کے امکانات تھے۔ میں نے اپنے شوہر سے پوچھا۔

تم یہ جگہ چاہو گے۔ اسوں نے کہا۔ شایدیں اس کے لیے مناسب

قابلیت نہیں رکھتا۔ میں نے ان سے کہا کہ تم ذہن میں

اس جگہ کو حاصل کرنے کے لیے تصویر ابھارو۔ ان دنوں تین افراد

کے بارے میں سوچا جا رہا تھا۔ وہ اس شامل نہ تھے۔ میں نے خود

بھی سوچنا شروع کر دیا تھا کہ یہ جگہ انہیں مل رہی ہے اور پھر یہ جگہ انہیں مل گئی۔

اپنے ذہن میں مقصد کی واضح تصویر ابھاریں۔

یہ مقاصد تعیری ہونے چاہیے۔

خوف کو اپنے اندر مت پیدا ہونے دیں۔

طے کر لیں کہ مناسب موقع پر آپ مناسب کارروائی کر لیں گے۔

جب دوسرے کر سکتے ہیں آپ کیوں نہیں کر سکتے۔

آپ کے اندر بھی خدا کی دی ہوئی قوتیں ہیں۔

یاد رکھیں کہ مستقبل آپ کی سوچ اور آپ کے عمل سے بنتا

ہے۔

مرچو

کوئی ٹرین ڈرائیور کے بغیر نہیں چلتی۔ جہاز کے لیے پائلٹ

ضرور ہوتا ہے۔ آپ کی زندگی کی گاڑی بھی خدائی قوت اور سہارے

کے بغیر نہیں چلتی۔ یہ مت سوچیں کہ اس کے بغیر ہی آپ سب کچھ

کر لیتے ہیں۔ اکثر زندگی میں ایسے مواقع آتے ہیں جہاں کچھ کام نہیں دیتا۔

وہاں آپ کو پتا چلتا ہے۔ اب صرف خدا ہی آپ کی مدد کر سکتا

ہے۔ اور وہ کرتا ہے۔

داغ ہی وہ راہ لہے جو آپ کو خدا کے نزدیک کرتا ہے۔

دوسروں کے تجربوں پر نگاہ رکھتے ہوئے اس عقیدے میں
پختگی پیدا کریں۔

اس کام کے لیے مراقبہ ایک مشق ہے۔

دن میں متعدد بار خدا کو یاد کریں۔

آپ کی روح اس سے مطمئن ہوگی۔

آپ کا ذہن اس سے تازگی محسوس کرے گا۔

خدا کا ایک خفیہ ہیشہ ہمارے اندر موجود رہتا ہے۔ محسوساتِ دراصل
خیالات کے عقب میں ایک طاقت کو جنم دیتے ہیں۔ اور احساساتِ
دراصل ایک "آفاقی زبان" ہے۔

احساساتِ الفاظ سے ماوراء ہیں اور خدا کے لیے لفظوں کی
احتیاج نہیں۔ آواز کے بنا ہی وہ سب کچھ سمجھ لیتا ہے۔ آپ کے
مشلوں اور ضرورتوں سے وہ آگاہ ہو جاتا ہے۔ مگر اس کے لیے
ضروری ہے کہ آپ —

اپنے ذہن کو اس لائق بنالیں کہ وہ اس کے پیغام کو وصول کر
سکے۔

رات کو سونے سے قبل عبادت کریں۔ عالمِ استغراق میں چلے
جائیں۔ بستر پر لیٹ کر اپنے ذہن کے ننہاں خانوں میں پچھے جائیں اور

سوچیں کہ آپ اپنے دل سے باہر نکل گئے ہیں۔ ہر خیال کو ذہن سے

جھٹک دیں کسی مسئلے کے بارے میں مدت سوچیں۔

تصور کریں کہ آپ ان مسائل سے ہٹ کر ابھر رہے ہیں۔

اور آپ خدا کے دربار میں پہنچ گئے ہیں۔ وہ آپ کو آپ کے

مسائل کا حل بتا دے گا۔

آپ کو صرف مشلوں کا حل ہی نہیں چاہیے۔

آپ کے ساتھ ایک عظیم نہایت بھی ہے۔

روزانہ یاد کریں کہ آپ اکیلے نہیں ہیں۔

ایسا فانی مولا جو مجھے زندگی کے مفہوم سے آشنا کر سکے۔ اور زندہ رہنے کا سبب بھی بتا دے جس سے مجھے زندگی میں قیمتی کاموں کو کرنے کا اپہرٹ بھی فراہم ہو۔

پھر مجھ پر جیسے انگشتان ہوا کہ اس کے لیے مجھے کم از کم دس ہزار میل کا سفر کرنا ہو گا۔ میں نے طے کر لیا تھا کہ جہاں بھی جانا پڑے میں جاؤں گا۔ پھر مجھے ایک ایسے شخص سے ملنا ہوا جو روحانیت

کے بلند مراتب پر فائز تھا۔ ان کا نام تھا برو فیہ گھرمیو۔ لوگ انہیں منہائیں اخیلو آف فلپائن "بھی کہتے ہیں۔ یہ ایک اعلیٰ درجہ کے سنگ تراش تھے۔ فلپائن کی روحانی مجلس کے صدر بھی ہیں۔

میں فلپائن گیا تھا تاکہ وہاں جو روحانی سرجری ہو رہی ہے اس کا مطالعہ کروں۔ میں نے اس پر ایک کتاب بھی لکھی ہے۔

یہاں جو مسطور لکھی ہیں وہ بہت بامعنی ہیں اس کوڑے میں سمندر ہے۔ ان خیالات پر آپ جن قدر سوچیں گے اسی قدر آپ کو ان سے فائدہ ہو گا۔ ان مسطور میں زندگی گزارنے کے سارے ہنر لکھے ہوئے ہیں۔ یہ مسطور دنیا کے لیے بھی رہنما ہیں اور عاقبت کے لیے بھی۔

تو لیجئے فلاسفی آف لائف (یا زندگی کے فلسفے) کو دیکھیں۔ یہ ایک منشور ہے۔

زندگی گزارنے کا فلسفہ

زندگی میں کامیاب رہنے کے لیے۔ اور اپنے مستقبل کو قبل از وقت بھانپنے کے لیے۔ ضروری ہے کہ آدمی اپنے اندر ایک فلسفیانہ نگاہ پیدا کرے جس پر آدمی کو یقین بھی ہو اور جسے وہ اپنی روزمرہ زندگی میں استعمال بھی کر سکے۔

چند غفلتوں میں ایسی فلاسفی آسان کام نہیں۔ تاہم مشر مشر سے کوشش کی ہے اور واقعی تھوڑے غفلتوں میں یہ فلاسفی خوب کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ میں نے ایک واضح تصور تلاش کرنے کی کوشش کی — ایک

عمل ہے۔
سوچ کے لیے۔
روپے کے لیے۔



مرچو

اے مالکِ کُل میرے والدین پر رحم فرما۔ آمین

خدا۔ بہارا تخلیق کار ہے۔
فطرت میری ماں ہے۔
کائنات میرا گھر ہے۔
ابھیری سلطنت ہے۔
جاویدالی میری زندگی ہے۔
دماغ میرا گھر ہے۔
سچائی میری عبادت ہے۔
محبت میرا قانون ہے۔
حبیب میرا تشنگان ہے۔

مرچو

آمین

صبر میرا رہتا ہے۔
 امن میری پناہ گاہ۔
 بحرِ میری تربیت گاہ ہے۔
 رکاوٹیں میرا سبق ہیں۔
 دشواریاں میری درس گاہ ہیں۔
 خوشی میرا نغمہ ہے۔
 دکھ میری نصیحت ہے۔
 کام میرے لیے نعمت ہے۔
 رکشہ میری آس و سہارا ہے۔
 دشمن میرا استاد ہے۔
 ہمسایہ میرا بھائی ہے۔
 جدوجہد میرا وسیلہ ہے۔
 ”مقبلی“ میرے لیے ”وعدہ“ ہے۔
 اعتدال میرا توازن ہے۔
 ”تنظیم“ میرا جادہ ہے۔
 خوبصورتی میرے لیے آئیڈیل ہے۔
 تکمیل میرا مقدر ہے۔